ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت

ملتان

8 رجب 1427ھ اگست 2006ء

بطل حریت امیر شریعت

سید عطاء اللہ شاہ بخاری

رحمۃ اللہ علیہ

”... دنیا میں امن نہ ہو گا۔“

حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ

امریکہ، ایران کشیدگی اور تہران، تل ابیب تعلقات

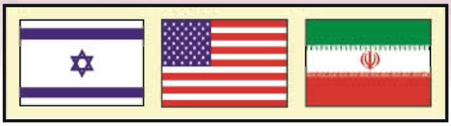

گندی کتاب ”محشرِ خیال“ اور اس کا قادیانی مرتب عامر سہیل

اخبار الاحرار

نورِ ہدایت

القرآن

’’جولوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔ یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سودے کو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام تو جس شخص کے پاس اللہ کی نصیحت پہنچی اور وہ سود لینے سے باز آگیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اس کا اور (قیامت میں) اُس کا معاملہ اللہ کے سپرد اور جو پھر لینے لگا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں (جلتے) رہیں گے۔‘‘ (البقرہ:۲۷۵)

الحدیث

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کفار قریش نے ایک مرتبہ حضور (ﷺ) کو اتنا زدوکوب کیا کہ آپ (ﷺ) پر بے ہوشی آگئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے کہنا شروع کیا کہ تم لوگوں کا ناس جائے کیا تم ایسے آدمی کو قتل کر ڈالو گے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔‘‘ (ابویعلی)

الآثار

تم اسلام کی بات کرتے ہو۔ فرنگی اس خطے پر اسلام نہیں دیکھنا چاہتا۔
یہاں صرف وہی کچھ باقی بچے گا جو انگریز چاہتا ہے اور جو انگریز چاہتا ہو وہ لکھ ہو۔
وہ اسلام کو اتنا سربلند بھی نہیں دیکھنا چاہتا کہ تمہیں کفر برداشت نہ ہو اور اسلام کو مٹانا بھی نہیں چاہتا کہ تمہیں اسلام کے نام پر لڑایا نہ جا سکے۔

لعنت بر پدر فرنگ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

جالندھر۔۱۹۴۳ء

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 17 شمارہ 8 رجب 1427ھ اگست 2006ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-541

بیاد

سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

مولانا حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر

شیخ حبیب الرحمن بٹالوی

رفقاء فکر

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبد اللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر

محمد الیاس میراں پوری

i4ilyas1@hotmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

تشکیل

دل کی بات	”جو چپ رہے گی زبانِ خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا“	مدیر	02
تعزیتی شذرہ:	حضرت مولانا مفتی عبد الستار رحمۃ اللہ علیہ	مدیر	04
دین و دانش:	درسِ قرآن	محمد احمد حافظ	05
//	درسِ حدیث	یحییٰ نعمانی	09
//	حضرت ثابت بن قیس خزرجی رضی اللہ عنہ	مولانا عبد الحق چوہان	12
افکار:	امریکہ، ایران کشیدگی اور تہران تل ابیب تعلقات	عابد مسعود ڈوگر	14
//	بارہ کا اعلامیہ! سازشوں کا تسلسل	ڈاکٹر حقانی میاں قادری	17
//	کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں!	پروفیسر ابوطلحہ عثمان	20
انتخاب:	انتہا پسند مسیحیوں نے پاکستان سے ”آزادی“ حاصل کرنے کیلئے جلاوطن حکومت بنانے کی دھمکی دے دی	روزنامہ ”انصاف“ لاہور	22
گوشۂ امیرِ شریعت:	امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ یادوں کے آئینے میں	عبد الرشید ارشد	24
//	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ...... مسلم ہند کا خطیب بے بدل	مولانا بزرگ رشید	28
//	شاہ جی کی باتیں، کچھ بھولی بسری یادیں	پروفیسر حافظ محمد دکیل شاہ	30
//	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خوش گفتاری	پروفیسر افتخار حسین شاہ	33
شاعری:	جشنِ آزادی	(انور صدیقی الہ آبادی)	37
//	نویں تہذیب	(شیخ حبیب الرحمن بٹالوی)	38
ردِّ قادیانیت:	”محشرِ خیال“ اور اس کا قادیانی مرتب عامر سہیل	ادارہ	39
//	قادیانی مشن...... علماء اور دینی قوتوں میں انتشار	ادارہ	45
//	ڈنمارک کے مسلمان دھوکہ سے بچیں!	محمد اسلم علی پوری	47
انشائیہ:	قصائی	پروفیسر محمود الحسن قریشی مرحوم	48
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب جاوید اختر بھٹی/ صبیح ہمدانی		50
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	52
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	53
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	62

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک	150 روپے
بیرونِ ملک	1000 روپے
فی شمارہ	15 روپے

ترسیلِ زر بنام: نقیبِ ختمِ نبوت

اکاؤنٹ نمبر 1-5278

یو بی ایل چوک مہربان ملتان

ای میل ایڈریس

majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

☎061-4511961

دل کی بات

''جو چپ رہے گی زبانِ خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا''

اسرائیل کی غنڈہ گردی، ظلم اور سفا کی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ لبنان اس کا پرانا شکار ہے لیکن حالیہ حملوں کی شدت نے جارحیت کے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ ہزاروں انسان قتل اور بے گھر ہو چکے ہیں۔ انسانی حقوق کا عالمی چیمپین امریکہ اور اس کے حامی یورپین ممالک خاموش ہیں۔ بلکہ درپردہ اسرائیل کی پشت پر ہیں اور اس کو تھپکی دے رہے ہیں۔ ان کا ضمیر مر چکا ہے۔ ادھر عالم اسلام پر موت آسا سکوت طاری ہے۔ ہمارے حکمران جو اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے آسمان اور زمین کے قلابے ملا رہے تھے۔ انہیں سامراجی سانپ سونگھ گیا ہے۔ کیا بے بسی ہے اور کیسی بے حسی ہے؟ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ عالمی سامراج نے افغانستان کو تاخت و تاراج کیا، عراق کو تباہ و برباد کیا، فلسطین کا خون کیا، عربوں کا تیل نکالا اور انہیں مزید نچوڑنے کے لیے ایران پر حملے کی دھمکیاں دے رہا ہے، شام کو آنکھیں دکھا رہا ہے۔ مگر پورے عالم میں اک ہو کا عالم ہے۔ دنیا میں جمہوریت کے قیام کا علمبردار امریکہ، جمہوریت کا سب سے بڑا قاتل ہے۔ اسے پاکستان میں تو باوردی جمہوریت قبول ہے مگر فلسطین میں انتخاب جیتنے والی ''حماس'' کی حکومت قبول نہیں۔

پوری دنیا میں مسلمان پٹ رہا ہے۔ یہود و نصاریٰ کھل کر اسلام اور مسلمانوں کی تذلیل کر رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی توہین اور گستاخی کر رہے ہیں۔ ان کے مظالم کے خلاف آواز بلند کی جائے یا اپنے تحفظ کے لیے مزاحمت کی جائے تو دہشت گرد قرار دے کر راستے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ ان حالات پر دنیا کب تک چپ رہے گی اور کب بولے گی، یہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اگر مسلم حکمران ان مظالم پر یونہی خاموش رہے تو پھر اللہ انہیں ہمیشہ کے لیے خاموش کر دے گا۔ پھر ایک نئی قوم اٹھے گی جو ظالم کے ہاتھ توڑ ڈالے گی اور عزم و ہمت کی نئی تاریخ، تابناک تاریخ رقم کرے گی، جس کی ایک جھلک افغانستان و عراق میں دیکھی جا سکتی ہے۔

جو چپ رہے گی زبانِ خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا

یہود و نصاریٰ کی طرف سے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم تو سمجھ آتے ہیں کہ وہ امت محمدیہ اور شریعت محمدیہ کے دائمی دشمن ہیں لیکن مسلم حکمران اُن کی نقالی میں اپنی ہی مسلم رعایا پر جو ستم رانیاں کر رہے ہیں انہیں کیا نام دیا جائے؟ ان کی ہوس اقتدار ہی ختم نہیں ہوتی۔ اقتدار پر جبری قبضے کے سات برس پورے کرنے کے باوجود ابھی خواہش باقی ہے۔ اللہ کرے اسی خواہش پہ ان کا دم نکلے۔ چند روز قبل پنجاب کے قومی مجرموں کی صوبائی جنرل کونسل سے ایک پشتینی سپاہی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم موجودہ اسمبلیوں سے ہی اپنے باس کو آئندہ پانچ سال کے لیے پھر صدر منتخب کریں

گے۔ سات اور پانچ بارہ۔ یعنی:

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر وجود میں آنے والے ملک کے حکمرانوں نے دینی مدارس میں پڑھنے کی خواہش رکھنے والے غیرملکی طلباء کو ویزہ دینے سے انکار کردیا ہے۔ اُدھر بھارت کے حکمران دینی مدارس کی تعریفیں کرتے اور انہیں خراجِ تحسین پیش کرتے نہیں تھکتے۔ بھارتی حکومت دینی مدارس کی ممنون ہے کہ علماء نے تعلیم و تربیت کے نظام کو چلا کر ملک و قوم کی خدمت کی ہے۔

ایک وہ ہیں کہ جنہیں تصویر بنا آتی ہے
ایک یہ ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ

کیا طرفہ تماشا ہے کہ ثقافتی طائفوں میں شامل کنجروں، بھانڈوں، میراثیوں اور تہذیب و اخلاق کے قاتلوں کو تو دنیا کے ہر ملک سے پاکستان آنے کی اجازت ہے۔ مگر دین پڑھنے والوں کو تمام قانونی تقاضے پورے کرکے بھی پاکستان آنے کی اجازت نہیں۔ اس لیے کہ بڑے صاحب نے منع کردیا ہے اور چھوٹے صاحب ''بگ باس'' کی نقل میں سب طالبان دین کو دہشت گرد، شدت پسند، انتہا پسندی اور نہ جانے کیا کیا پسند کہہ کر گالیاں لڑھکاتے رہتے ہیں۔ اہل دین ہیں کہ گالیاں کھا کے بھی بے مزہ نہیں ہوتے۔ ملک میں سیاسی انتشار ہے، معیشت ہچکولے کھا رہی ہے۔ اخلاق نام کی کوئی شے باقی نہیں رہی۔ تعلیم کا معیار اور تناسب کسی میٹر میں نہیں بلکہ ''زیرو میٹر'' ہے۔ امن و امان کی حالت مخدوش ہے، قتل عام ہے۔ بے دینی سرکار کی سرپرستی میں اپنے بامِ عروج پر ہے۔ حدود اللہ کا سرعام انکار ہے۔ حدود آرڈی نینس ختم کرنے کی سازش کی جارہی ہے۔

بادشاہ سلامت! بس کردیجیے! ہر کام کی کوئی حد ہوتی ہے۔ جب مخلوق، خالق کی حدود کو توڑتی چلی جاتی ہے تو پھر خالق اپنا عذاب مسلط کردیتا ہے، جسے برداشت کرنے کی ہمت کسی میں بھی نہیں ہوتی۔

☆......☆......☆

حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ خیر المدارس ملتان کے شعبۂ افتاء کے صدر نشین اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا مفتی عبدالستار ۱۱،۱۲ جمادی الثانی ۱۴۲۷ھ مطابق ۸،۹ / جولائی ۲۰۰۶ء ہفتہ، اتوار کی درمیانی شب انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مفتی عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کا شمار پاکستان کے جید علماء میں ہوتا تھا۔ وہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس اللہ سرہٗ العزیز کے چہیتے اور مایہ ناز شاگرد تھے۔ ۲۶ / جولائی ۱۹۳۰ء کو فیصل آباد کے نواحی گاؤں کے ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ خیر المدارس میں تحصیل علم کے بعد اپنے شفیق استاذ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہٗ کے حکم پر شعبۂ افتاء سے منسلک ہو گئے۔ اُن کے فتاویٰ کو علمی حلقوں میں ایک خاص اعتماد کا مقام حاصل تھا۔ فتویٰ نویسی میں وہ اسلاف کی روایت کے امین تھے۔ مختصر عبارت محتاط الفاظ اور علمی تبحر کی صفات اُن کے فتاویٰ کی پہچان اور شناخت تھے۔ علماء و مشائخ کے ساتھ اُن کا ربط و تعلق بہت مضبوط تھا۔ جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ سے اُن کا تعلق بہت ہی مخلصانہ تھا۔ وہ حضرت ابوذر بخاری رحمہ اللہ سے چند سال بعد خیر المدارس سے فارغ ہوئے تھے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر بخاریؒ کی تصانیف ''مجمع المصادر العربیہ'' اور ''کانِ پارسی'' کی تقاریظ بھی لکھیں۔ دونوں کے مخلصانہ تعلق کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت ابوذر بخاریؒ نے اپنی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے حضرت مفتی صاحب کی وصیت فرمائی اور آپ ہی نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت مفتی صاحب سات کتابوں کے مصنف تھے۔ انہوں نے جس موضوع پر قلم اٹھایا' احتیاط اور علمی وقار کا معیار برقرار رکھا۔

روحانی و اصلاحی سلسلہ میں آپ نے حضرت مفتی محمد حسن امرتسری، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہم اللہ سے تعلق رکھا۔ حضرت قاری فتح محمد اور حضرت مولانا علی مرتضیٰ رحمہم اللہ سے مجازِ بیعت بھی تھے۔ آپ نے سینکڑوں طلباء کو حدیث اور فقہ پڑھائی۔ آپ کے فرزندِ اکبر مفتی محمد عبداللہ صاحب خیر المدارس کے شعبۂ افتاء سے منسلک ہیں۔ اپنی تمام اولاد کو دین پڑھایا۔ تمام عمر اپنی زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچائی۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے وصال سے دینی و علمی حلقوں میں جو خلاء پیدا ہوا ہے' وہ پُر نہیں ہو گا۔ خود جامعہ خیر المدارس ایک ایسی مربی و مشفق ہستی سے محروم ہو گیا جس کا کوئی بدل نہیں۔

مجلس احرار اسلام کے امیر، ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ، سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، سیکرٹری نشر و اشاعت عبداللطیف خالد چیمہ اور ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے حضرت مفتی عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال کو دینی حلقوں کے لیے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنے مشترکہ تعزیتی بیان میں کہا ہے کہ رجالِ دین اٹھتے جا رہے ہیں اور ہماری محرومیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ حضرت مفتی عبدالستار مسندِ افتاء کی آبرو اور اپنے اسلاف کا صحیح نمونہ تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

درسِ قرآن

محمد احمد حافظ

مومن کی جان و مال کی حرمت

یٰـاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِناً ج تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ز فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌ ط كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَتَبَیَّنُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْراً o (النساء . ۹۴)

معانی والفاظ:

اِذَا ضَرَبْتُم...... جب تم سفر کے لیے نکلو۔ فَتَبَیَّنُوْا ......غور وفکر اور تحقیق کر لیا کرو۔ اَلْقٰی ......ڈالا مطلب سلام پیش کیا۔ تَبْتَغُوْن......تم چاہتے ہو۔ عَرَض......عارضی مال ومتاع۔ مَغَانِم......غنیمت کے مال۔ مَنَّ......اس نے احسان کیا۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں نکلو تو تحقیق کر لیا کرو۔ اور مت کہو اس شخص کو جو تم سے سلام علیک کرے کہ تُو مومن نہیں۔ تم دنیا کا عارضی سامان چاہتے ہو، سو اللہ کے ہاں بہت غنیمتیں ہیں تم بھی تو ایسے ہی تھے اس سے پہلے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر فضل کیا سو اب تحقیق کر لو، بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔''

معارف وتفسیر:

آیت بالا سورۃ نساء کی چورانویں آیت ہے۔ اس سے پہلے کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے قتل عمد اور قتل خطا کے احکام کا ذکر فرمایا ہے۔ زیر درس آیت میں اہل ایمان کو خاص خطاب ہے، اہل ایمان میں بھی وہ لوگ جو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلیں۔ جب اہل ایمان میں سے کچھ مومنین جہاد کے لیے نکلتے ہیں تو ان کے جوش وخروش اور ولولہ وجذبہ کا عالم دیدنی ہوتا ہے۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب کوئی مردِ مجاہد جہاد کے لیے نکلے تو کفار کے خلاف کتنی آگ اس کے سینے میں بھڑک رہی ہوگی......اس جوش وجذبے کے عالم میں بسا اوقات ایسے امور بھی سرزد ہو جاتے ہیں جو شرعاً ناجائز ہوتے ہیں۔ انہی میں سے ایک کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک روایت محدثین نے ذکر کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ فدک کا ایک باشندہ مرداس بن نہیک تھا۔ اس کی قوم ابھی تک مسلمان نہیں ہوئی تھی۔ اس کی قوم کو جب اسلامی دستے کی آمد کا علم ہوا تو سب لوگ بھاگ گئے۔ مگر مرداس چونکہ مسلمان تھا، اس لیے وہ نہیں بھاگا۔ البتہ جب سواروں کو دیکھا تو خدشہ ہوا کہ کہیں مسلمانوں کے علاوہ کوئی اور لوگ نہ ہوں۔ اس لیے اس نے اپنی بکریاں کسی محفوظ پہاڑی مقام پر پہنچائیں اور خود پہاڑ پر چڑھ گیا۔ سوار پھر بھی سر پر آپہنچے۔ مرداس نے جب مجاہدین کو تکبیر پڑھتے سنا تو

یقین آ گیا کہ یہ مسلمان ہی ہیں۔ اس لیے مطمئن ہو کر کلمہ پڑھتے ہوئے نیچے اتر آیا اور مسلمانوں کو السلام علیکم کہا۔ مگر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اسے تلوار مار کر قتل کر دیا اور بکریاں ہنکا کر لے گئے۔ جب حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں لوٹے اور واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ آپ ﷺ کو اس حرکت سے بہت رنج ہوا۔ آپ نے فرمایا تم نے اس کے مال کے لالچ میں اسے قتل کر دیا؟ پھر یہی مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔ حضرت اُسامہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے مغفرت کی دعا فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لا الٰہ الا اللہ کا کیا ہوگا؟ ...... حضور ﷺ نے یہ کلمات تین بار ارشاد فرمائے۔ حضرت اسامہ کہتے ہیں کہ آپ کے بار بار اس طرح ارشاد فرمانے سے میں نے (اتنی شرمندگی محسوس کی اور) خیال کیا کہ آج سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا (یعنی آج ہی مسلمان ہوتا اور میرے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے) بالآخر آپ ﷺ نے دعائے مغفرت فرما دی۔ (رواہ الثعلبی) یہ صرف ایک واقعہ نہیں۔ اس طرح کے متعدد واقعات دورِ رسالت میں پیش آئے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے خاص اہل ایمان کو مخاطب کر کے کسی کے قتل سے پہلے تحقیق کا حکم فرمایا۔ یہ تحقیق اس لیے بھی ضروری ہے کہ نئی جگہ یا نئے لوگوں کے حالات کا فوری علم نہیں ہو سکتا۔ بعض اوقات کسی نئی جگہ کے بارے میں پہلی اطلاعات مختلف ہوتی ہیں مگر جب تحقیقات کی جاتی ہیں تو حالات مختلف نکلتے ہیں۔ چناں چہ مجاہدین کے لیے ہدایت ہے کہ اگر کسی بستی میں اسلام کی خصوصی علامات نظر آئیں مثلاً مسجد کا موجود ہونا، اذان کی آواز آنا تو وہاں کے باشندوں سے مڈبھیڑ کرنا درست نہیں۔ بغویؒ نے بطریق شافعی ابن عصام کی وساطت سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی فوجی دستے کو بھیجتے تو ہدایت فرما دیتے کہ اگر تمھیں مسجد نظر آئے یا موذن کی آواز سن لو تو کسی کو قتل نہ کرنا۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

خونِ مسلم کی حرمت:

مومن کے قتل سے روکنے کے لیے اس قدر اہتمام کے ساتھ خاص طور پر اہل ایمان کو تخاطب کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مومن پر مومن کا خون حرام ہے۔ اگر کوئی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کا خون بہاتا ہے تو یہ فتنہ وفساد اور خون ریزی کا باعث ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِناً اِلَّا خَطَاءً ا(النساء)

''اور کسی مومن کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے مگر غلطی سے۔''

اس اگلی آیت میں جان بوجھ کر قتل کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ نے وعید بیان فرماتے ہوئے سخت ترین عذابِ جہنم کی سزا سنائی ہے۔ ارشاد ہے:

وَمَن يَّقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّلَهٗ عَذَابًا عَظِيْماًO(النساء)

''اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ کا غضب ہوگا اس پر اور اللہ کی لعنت۔ اور اس نے اس (قاتل) کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

احادیث میں بھی خونِ مسلم کی حرمت کو کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر (تمام) آسمان و زمین والے مومن کے خون میں شریک ہو جائیں تو اللہ ان سب کو اوندھے منہ دوزخ میں پھینک دے گا......'' (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا، رسول اللہ ﷺ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں تو کیسا پاکیزہ ہے، تیری خوشبو کیسی لطیف ہے، تو کس قدر عالی ہے اور تیری حرمت کیسی عظیم الشان ہے۔ (لیکن) قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مومن کے مال و جان کی حرمت تیری حرمت سے بڑھ کر ہے (ابن ماجہ)

یہ آیاتِ بیّنات اور واضح احادیث اس بات کو کھول کھول کر بیان کر رہی ہیں کہ کسی مسلمان کے لیے قطعاً جائز و حلال نہیں کہ وہ اپنے ہاتھوں کو مسلمان بھائی کے خون سے رنگے۔ شرعی اصطلاح میں وہ شخص بھی مسلم و مومن ہے۔ جس نے لا الہٰ الا اللہ کا اقرار کر لیا۔ خواہ اس نے ابھی کوئی نیک عمل کیا ہو یا نہ ہو، حدیث کی رو سے وہ جنت میں داخلے کا مستحق ہے۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں: **مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّة** ......دورِ رسالت میں کئی واقعات ایسے پیش آئے کہ ایک شخص آیا۔ لا الہٰ الا اللہ کا اقرار کیا اور جہاد میں شریک ہو کر مارا گیا، نہ نماز پڑھی، نہ روزہ رکھا نہ دیگر اعمال کیے مگر اس کے لیے جنت کی بشارت وارد ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی ایسا واقعہ پیش آیا کہ کسی شخص نے تلوار کے خوف سے یا اپنی مرضی سے کلمہ پڑھا مگر کسی صحابی نے غلط فہمی کی بنیاد پر اسے قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر نہایت خفگی کا اظہار فرمایا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ والی روایت میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شدتِ غضب میں ارشاد فرمایا:

''تو نے اس کا دل چیر کو کیوں نہ دیکھ لیا کہ تجھے معلوم ہو جاتا اس نے دل سے (لا الہٰ الا اللہ) کہا ہے یا نہیں۔''

مجاہدین اسلام کو خاص طور پر اس لیے بھی خطاب ہے کہ بسا اوقات انسان پر طاقت کا نشہ سوار ہو جاتا ہے اور اس نشے میں اچھے برے کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ اس وقت فیصلہ عقل و ہوش سے نہیں جوش سے ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں بعید نہیں ہوتا کہ ناجائز طور پر کسی کی گردن ماردی جائے۔ آج کے دور میں بھی جبکہ عالمی سطح پر جہاد کی تحریک برپا ہے۔ کئی واقعات ایسے مشاہدے میں آئے ہیں جن میں بہت سے مسلمان بھائی ناحق قتل کر دیئے گئے۔ اس سے جہاں مومنین کی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ وہیں لازمی طور پر جہاد اور مجاہدین بھی بدنام ہوتے ہیں۔ گو کہ فقہاء کے نزدیک بعض ایسی

صورتیں بھی ہیں جہاں ناگزیر طور پر مسلمان بھائیوں کی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ مثلاً کفار لڑائی کے دوران مسلمانوں کو ڈھال کے طور پر استعمال کریں تو اس وجہ سے جہاد کو موقوف نہیں کیا جائے گا کہ اس حملے میں مسلمان مارے جائیں گے۔ ہاں! ان مسلمانوں کو ضرور تلقین اور تنبیہ کی جائے گی جو کفار کے شہروں میں اور بستیوں میں رہائش پذیر ہوں کہ وہ کفار کے علاقوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کے علاقے میں آبسیں۔

جہاد کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ کے علاوہ حصولِ غنیمت بھی ہوتا ہے تاکہ کفار معاشی طور پر کمزور اور مسلمان مستحکم ہوں اس لیے زیر درس آیت میں کلمہ طیبہ پڑھنے والے کے ایمان کو تسلیم کرنے کے علاوہ پہلے نمبر پر اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ تم دنیاوی غنیمتوں کے طلب گار کیوں ہو؟ حالانکہ یہ عارضی سامان ہے۔ کفار کا مال تو غنیمت میں شمار ہو جائے گا لیکن کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے مومن کا مال لینا تو سراسر ناجائز ہے۔ اس کی بجائے مجاہدین یہ کیوں نہیں سوچتے کہ اصل غنائم تو اللہ تعالیٰ کے پاس آخرت میں ہیں۔ جن کی نہ کوئی حد ہے اور نہ شمار۔ مطلب کہ مومن کی شان یہ نہیں کہ وہ دنیاوی سامان پر نظر رکھے بلکہ اسے تو آخرت کے سامان پر، وہاں کی نعمتوں پر اور وہاں کے انعامات پر نظر رکھنی چاہیے جو کبھی ختم ہونے والے نہیں۔ دوسرا **کذلک کنتم من قبل فمن اللہ علیکم** الخ میں اس بات کی طرف اشارہ فرمادیا کہ ایک وقت میں تم بھی تو انہی لوگوں کی طرح تھے جو ایمان نہیں لائے۔ پھر تم نے کلمہ پڑھا۔ توحید و رسالت کی تصدیق کی تو تمہارے جان و مال کو محفوظ قرار دے دیا گیا۔ حالانکہ تم نے بھی صرف زبانی شہادت دی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمھیں ثابت قدمی سے نوازا اور دین پر استقامت عطا فرمائی۔ اس وقت تم سے تحقیق و تفتیش کی قید لگائی گئی اور نہ تمھارے دل ٹٹولنے کی بات کی گئی...... اگر اس وقت تمھیں کوئی یوں ہی قتل کر دیتا تو؟

خلاصہ:

یہاں ایک اور بات خاص طور پر سمجھنے اور یاد رکھنے کی ہے کہ قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے۔ اُسے کافر کہنا درست نہیں۔ ہاں! اس سے ایسے افعال یا عقائد کا صدور ہو جو موجبِ کفر ہوں اور ایسا ہونا یقینی بھی ہو تو بات دوسری ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھنا چاہیے۔ اس کے قلب میں اور باطن میں کیا ہے؟ اس کی تفتیش انسان کا کام نہیں، باطنی کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا چاہیے اور خود کو ناجائز امور کے ارتکاب سے روکنا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب وغضب کا خدشہ ہے۔ مجاہدین اسلام کو خاص طور پر خیال رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں میں جو قوت رکھی ہے کہیں اس کا ناجائز استعمال نہ ہو۔ اگر ایسا ہو گا تو نہ صرف یہ کہ فتنہ وفساد پھیلے گا بلکہ جہاد جیسی عظیم عبادت پر بھی حرف آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وسنت کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

درسِ حدیث

یحییٰ نعمانی

ظلم کا خطرناک انجام

(۵)عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال:أتدرون من المفلس؟قالوا:المفلس فینامن لادرهم له ولا متاع،فقال:ان المفلس من أمتی من یاتی یوم القیامة بصلاۃوصیام وزکاۃ،ویاتی قدشتم هذا، وقذف هٰذا،وأکل مال هذاوسفک دم هذا،وضرب هذا،فیعطیٰ هذامن حسناته،فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ماعلیه اخذمن خطایاهم فطرحت علیه ثم طُرح فی النار.(رواه مسلم)

''حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے سوال فرمایاتم جانتے ہومفلس (دیوالیہ) کون ہوتا ہے؟ لوگو نے عرض کیا کہ ہمارے عرف میں تو مفلس اس کو کہتے ہیں جس کے پاس پیسہ بھی نہ ہواور زندگی کی ضروریات کے سامان میں سے کچھ بھی نہ ہو۔آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں (اس سے بڑااور بدنصیب) مفلس وہ ہوگا جو قیامت میں اس حال میں آئے گا کہ روزہ نماز صدقہ نیکیاں کی ہوں گی۔لیکن اس حال میں آئے گا کہ اس کو گالی دی،اس کو برا بھلا کہا،اس پر تہمت لگائی،اس کا مال کھا گیا،اس کا خون بہایا،اس کو مارا۔(اب اس کا حساب برابر کیا جائے گا) تو اس کو کچھ نیکیاں دلوائی جائیں گی،......اب اگر حساب برابر ہونے سے پہلے نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو ان لوگوں کے گناہ لے کر اس پر لاد دیے جائیں گے۔اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' (صحیح مسلم)

اللہ رے بدنصیبی۔واقعی اس ثروت مند مفلس اور مال دار فقیر سے زیادہ کوئی بدنصیب نہیں ہوسکتا۔روزہ نماز صدقہ......سب نیکیاں خزانے میں جمع ہیں۔مگر جب حساب کیا گیا تو اپنی زیادتیوں اور مظالم کی وجہ سے سب دوسروں کو دے دی جائیں گی اور دوسروں کے گناہ اسکی کمر پر رکھ دیے جائیں گے اور یہ ''نیک'' نظر آنے والا جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اسی موضوع کی ایک حدیث اور سنیے۔

(٦)عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال.من کانت عنده مظلمةلأخیه،من عرضه أو من شئی فلیتحلله منه الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درهم،ان کا له عمل صالح أخذمنه بقدرمظلمة،وان لم یکن له حسنات أخذمن سیئاته فحمل علیه

(راوہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی پر کوئی زیادتی کی ہو،اس کی بے آبروئی کی ہو،کسی اور قسم کی حق تلفی کی ہو یا کوئی چیز ناحق لے لی ہو،تو وہ اس کو

جلدی ہی اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرالے یا ادا کردے،جس دن روپیہ پیسہ کچھ نہیں ہوگا۔(پھر تو حساب بے باق کرانے کو صرف اعمال ہی ہوں گے)اگر اس کے پاس نیک اعمال ہونگے تو اس کی زیادتی یا حق تلفی کے بقدر انہیں سے اس کو دیا جائے گا۔اور اگر نیک اعمال نہیں ہوں گے تو مظلوم کے گناہ اس پر لاد دیے جائیں گے۔(صحیح بخاری)

(۷)وعن أبی امامة الحارثی رضی اللہ عنہ ان رسول اللّٰه ﷺ قال:من اقتطع حق امرئ مسلم بیمینه فقداوجب اللّٰه له النار،وحرم علیه الجنة،فقال رجل:وان کان شیئاً یسیراً یارسول اللّٰه؟فقال:وان قضیباً من أراک. (رواہ مسلم)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جس نے کسی مسلمان کا حق مارلیا اس پر اللہ نے جہنم لازم اور جنت حرام کردی۔ایک شخص نے دریافت کیا:اے اللہ کے رسول اگر کوئی معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو؟آپ نے فرمایا چاہے پیلو کی ایک ڈنڈی(مسواک)ہی کیوں نہ ہو(اس کا یہ عمل جنت سے محروم اور جہنم کو لازم کرنے والا ہی ہے)صحیح مسلم۔

بڑی سخت وعید ہے!یقیناً جنت کے حقدار ایسے ایمان والے ہی ہیں جن کی دست درازی سے انسانوں کے مال وآبرو محفوظ ہوں۔اس جیسی احادیث میں جن میں کفروشرک کے علاوہ کسی گناہ کو جنت سے محروم اور جہنم میں لے جانے والا اور عذاب کو واجب کرنے والا بتایا گیا ہے علماء اور ائمہ نے قرآن وحدیث کی بے شمار تصریحات کی روشنی میں اس طرح سمجھا ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ عمل اپنی ذات کے اعتبار سے یقیناً اتنا ہی خطرناک ہے کہ اس کے مرتکب پر جنت کو حرام کردیا جائے۔لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں فیصلہ انسان کی عمومی حالت کے اعتبار سے ہوگا۔اگر اللہ کے میزان میں اس کی دیگر نیکیاں اس قابل نہیں ہوئیں کہ وہ اس گناہ کو معاف کرادیں تو یہ تو یقیناً ایسا ہی مہلک ہے کہ جنت کو حرام ہی کروادے۔لیکن جیسا کہ اس سے پچھلی دو حدیثوں میں آیا ہے کہ پہلے یہ ظالم اپنی نیکیوں سے اپنی زیادتیوں کا معاوضہ دے گا،اور اگر اس کی نیکیوں سے حساب برابر نہیں ہوسکتا تو یہ حق داروں کے گناہ اپنے اوپر لے گا اور ان کے جرائم کی پاداش میں عذاب بھگتے گا۔

(۸)وعن ام سلمة رضی اللّٰه عنها ان رسول اللّٰه ﷺ قال:انما أنا بشر،وانکم تختصمون الیٰ،ولعل بعضکم ان یکون الحن من بعض،فاقضی له بنحوما اسمع فمن قضیت له بحق أخیه فانما أقطع له قطعة من النار . (متفق علیه)

''حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:میں انسان ہی ہوں تم میرے پاس اپنے مقدمے لے کر آتے ہو(اور میں فریقین کی بات سن کر ثبوتوں کی روشنی میں فیصلہ کرتا ہوں)ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے مقابل کے نسبت زیادہ اچھے طریقے سے بات کرنے والا اور پرزور طریقہ پر دلیل پیش کرنے والا ہو،تو ہوسکتا ہے کہ میں اس کی بات اور زبانی دعوؤں سے متاثر ہوجاؤں(اور اس کے حق میں فیصلہ کردوں)لہٰذا اگر میں کسی کا حق کسی دوسرے کو غلط فہمی سے دلا بھی

دوں تو اس کو جان لینا چاہیے کہ میں اس کو جہنم کی آگ کا انگارا دے رہا ہوں (وہ سوچ سمجھ کر لے)۔"
(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی اپنی منہ زوری، چرب زبانی اور حیلہ ومکر کے ذریعے اسلامی عدالت سے بھی کوئی ایسا فیصلہ کرالیتا ہے جس کی رو سے کسی دوسرے کا حق مارا جاتا ہے تو اسکو معلوم ہونا چاہیے کہ آخرت میں اس کا بدل اس کو جہنم کی آگ کی شکل میں ملے گا۔ جھوٹ فریب، جعلی دستاویز، جھوٹی گواہیوں اور وکیلوں کی چالوں کے ذریعہ ہوسکتا ہے کہ اس دنیا میں عدالتوں کو دھوکہ دے لیا جائے اور مقدمے جیت لیے جائیں، مگر آخرت کی عدالت میں کوئی پردہ نہیں ڈالا جا سکے گا، ہر حقیقت کھل کر سامنے آئے گی، اور احکم الحاکمین کے بے لاگ فیصلے سامنے آئیں گے۔ اور جھوٹ کے زور پر لوگوں کے حق چھیننے والوں کے لیے جہنم کا عذاب ہوگا۔

اس حدیث سے ایک اہم بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ آں حضرت ﷺ کو اگرچہ اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے اور شریعت کے احکام کے بیان میں کوئی دھوکہ اور بھول چوک نہیں ہوسکتی اور اس سلسلے میں اللہ کی طرف سے آپ ہر غلط فہمی اور بھول چوک سے محفوظ تھے، لیکن آپ ﷺ بحیثیت قاضی اور جج لوگوں کے مقدمات میں جو فیصلے کرتے تھے اس میں بشریت کے تقاضے سے یہ ممکن تھا کہ کوئی حیلہ باز آپ کو باتوں سے دھوکہ دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرالے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے اس حدیث کی ابتدا میں اپنی بشریت کا حوالہ دیکر یہ بات واضح فرمائی کہ اگر کوئی شخص اپنے زور کلام سے کوئی اس طرح کا فیصلہ کرا بھی لے تو آخرت میں اس کے لیے یہ عذر نہیں ہوگا کہ یہ فیصلہ تو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ بلکہ میرا یہ فیصلہ اس کے لیے آخرت میں آگ کا انگارا ثابت ہوگا۔

(۹) وعن أنس ﷺ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قال: أنصر أخاک ظالماً أو مظلوماً، فقال رجل: یا رسول اللّٰہ، أنصرہ اذا کان مظلوماً، أرأیت ان کان ظالماً کیف أنصرہ؟ قال: تمنعہ من الظالم، فان ذٰلک نصرہ. (رواہ البخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: اپنے بھائی کی ہر حال میں مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو چاہے وہ مظلوم ہو۔ ایک شخص یوں اٹھا: اے اللہ کے رسول (یہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ) وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں، اگر وہ ظالم ہو تو میں اس کی کیوں مدد کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو ظلم سے روک دو، یہی اس کی مدد ہے۔ (صحیح بخاری)

عرب جاہلیت کا یہ ایک محاورہ تھا کہ "اپنے بھائی کی ہر حال میں مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم" اور یہ وہ عصبیت کا رویہ تھا جس کو آنحضرت ﷺ نے "جاہلی عصبیت" کا نام دیا تھا کہ انسان ہر حال میں اپنے خاندان کا ساتھ دے چاہے وہ حق پر ہو چاہے ناحق پر۔ آنحضرت ﷺ کی حکمت نے اس محاورے کو باطل سے ہٹا کر حق کے لیے استعمال فرمایا کہ: ہاں بھائی ہر حال میں مدد کا حقدار ہے چاہے وہ ظالم ہی کیوں نہ ہو، اس کے رشتے کا حق ہے کہ اس کی مدد کی جائے۔ اگر وہ ظلم کر رہا ہے تو اس کی سچی خیر خواہی اور مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روک دیا جائے تاکہ وہ اللہ کے عذاب سے بچ جائے۔

مولانا عبدالحق چوہان رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ثابت بن قیس خزرجی رضی اللہ عنہ

حضرت ابومحمد ثابت بن قیس انصارِ مدینہ کے قبیلۂ خزرج سے تعلق رکھتے تھے اور اُن کی والدہ کا تعلق عرب کے مشہور قبیلہ ''طی'' سے تھا۔ یہ حضرت ''خطیب انصار'' اور ''خطیبِ رسول اللہ (ﷺ)'' کے لقب سے مشہور تھے۔ جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصارِ مدینہ نے جس مسرت وابتہاج کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ اس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ عالم عاجز ہے۔ اس وقت انصارِ مدینہ کے اس خطیب نے ایک بلیغ خطبہ دیا اور اس میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ یا نبی اللہ! ہم آپ ﷺ کی اس طرح حفاظت کریں گے جس طرح اپنی جان اور اولاد کی حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں اس کا صلہ کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت'' اس پر تمام لوگ پکار اٹھے ''ہم سب راضی ہیں''۔ غزوۂ بدر میں ان کی شمولیت میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ لیکن بعد کے تمام غزوات میں آپ شریک رہے۔ عام الوفود ۹ھ میں قبیلہ بنوتمیم کا ایک وفد بارگاہِ نبوی (ﷺ) میں حاضر ہوا۔ بنوتمیم کے خطیب عطارد بن حاجب نے اپنے مفاخر کے بیان کرنے میں ایک خطبہ دیا۔ اس نے اپنے قبیلہ کی برتری کو ثابت کرنے کی کوشش کی اور خطبہ کے آخر میں فخریہ انداز میں کہا:

''اگر کسی اور کو یہ دعویٰ ہو تو وہ سامنے آئے اور ہمارے قول سے اچھا قول اور ہمارے حالات سے اچھے حالات پیش کرے۔''

عطارد جب اپنی تقریر کر کے بیٹھ گیا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت ثابت سے فرمایا:

''ثابت! اٹھو اور اس کا جواب دو۔''

حضرت ثابت نے تعمیل ارشاد کی اور عطارد کے جواب میں یہ خطبہ دیا:

''حمد وستائش اس خدائے عزوجل کی جس نے زمین وآسمان پیدا کیے، ان پر اپنا حکم جاری کیا، اپنی کرسی اور اپنے علم کو وسعت دی۔ وہ قادر مطلق ہے جو کچھ ہوتا ہے' اسی کے حکم اور قدرت سے ہوتا ہے۔ اس کی قدرتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اپنی مخلوق میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیا جو سب سے زیادہ شریف النفس ہے۔ سب سے بڑھ کر راست گو اور سب سے زیادہ بلند اخلاق ہے۔ پھر اس پیغمبر پر ایک کتاب نازل کی اور اپنی خلقت کا اس کو امانت دار بنایا اور وہی ہستی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سارے عالم سے برگزیدہ کیا اور سارے عالم کا خلاصہ بنایا۔ پھر اس نے لوگوں کو حق کی طرف بلایا تو اس کی قوم اور اقرباء میں سے پہلے مہاجرین نے اس کی دعوت قبول کی جو نسب میں افضل ہیں۔ ان کے چہرے سب سے زیادہ روشن ہیں اور ان کے اعمال سب سے اچھے ہیں۔ پھر ان کے بعد سارے عرب میں سے ہم ''گروہِ انصار'' نے دعوتِ

حق پر لبیک کہی۔ لہٰذا ہمارا فخر صرف یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے انصار اور رسول اللہ (ﷺ) کے وزیر ہیں اور لوگ جب تک ایمان نہ لائیں اور ''لا الہ الا اللہ'' نہ کہیں، ہم ان سے لڑتے رہیں گے اور جو کوئی اللہ اور اللہ کے رسول (ﷺ) کو ماننے سے انکار کرے گا، ہم اس کے خلاف راہِ خدا میں جہاد کریں گے اور جہاد کرنا ہمارے لیے کوئی دشوار کام نہیں ہے۔ بس مجھے جو کہنا تھا کہہ چکا اور اب میں تمام مومنین اور مومنات کے لیے بارگاہِ الٰہی میں دعائے مغفرت کرتا ہوں۔''

حضرت ثابت کے خطبہ کے بعد حضرت ''اقرع بن حابس'' کہ جن کا تعلق بنی تمیم سے تھا۔ انہوں نے کہا کہ ''باپ کی قسم، محمد (ﷺ) کا خطیب ہمارے خطیب سے افضل ہے۔'' اور اس کے بعد تمام قبیلہ حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔ جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو'' تو حضرت ثابت گوشہ نشین ہوگئے۔ اس لیے کہ ان کی آواز فطرتاً بلند تھی اور وہ ڈر گئے کہ شاید میں ہی اس آیت کا مصداق ہوں۔ حضور ﷺ نے ان کی غیر حاضری کی وجہ سے ان کا حال دریافت کرنے کے لیے سید اوس حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا۔ جب یہ حضرت ان کے پاس گئے تو ان کو دیکھا کہ آپ سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ حضرت ثابت نے جواب دیا کہ ''میں مصیبت میں پڑ گیا ہوں، برباد ہو گیا ہوں۔ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اونچی آواز سے گفتگو کی ہے اور میرے تمام اعمال ضائع ہو گئے ہیں اور میں اہل دوزخ میں سے ہو گیا ہوں۔'' حضرت سعد نے واپس آکر حضرت ثابت کی کیفیت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا:

''جاؤ اس سے کہو کہ تم اہل دوزخ میں سے نہیں بلکہ اہل جنت میں سے ہو۔''

۱۱ھ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگِ یمامہ میں شرکت کی اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا اور خواب میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنے مال کے متعلق وصیت کی۔ چنانچہ انہوں نے اس خواب کی وصیت کے مطابق عمل کیا۔ ابن سعد نے الطبقات الکبریٰ میں علامہ مزی نے تہذیب الکمال میں، ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں، ابن سید الناس نے عیون الاثر میں، ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبان میں شمار کیا ہے۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
6 اگست 2006ء
اتوار بعد نماز مغرب
دفتر احرار 69/C
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے
تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465

عابد مسعود ڈوگر

امریکہ، ایران کشیدگی اور تہران، تل ابیب تعلقات

ایران، امریکہ اور اسرائیل کشیدگی اس وقت عالمی سطح پر زیرِ بحث موضوعات میں سرفہرست ہے۔ ایران کے موجودہ صدر احمدی نژاد نے اسرائیل کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی دھمکی دی تو اسرائیل نے ایٹمی ایران کو پوری دنیا کے لیے خطرہ قرار دیا۔ اور یہ بات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ دنیا میں عملاً اس وقت یہودیوں کی سُپر گورنمنٹ قائم ہے۔ تقریباً ساری تجارت اور دنیا کے اکثر وسائل بالواسطہ یا بلاواسطہ یہودیوں کے زیرِ دست ہیں اور یہ قوم اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے کس طرح حالات اور اقوام کو سازگار بناتی ہے، یہ بات بھی تاریخ کے مطالعے کے بعد کوئی زیادہ مشکل دکھائی نہیں دیتی۔ دنیا میں ملکوں کی سطح پر جتنی بھی آویزشیں ہیں سب میں یہودیوں کا مفاد اور کردار بہت معروف ہے۔ عالمی مسائل سے معمولی شدبد رکھنے والا ہر فرد آج اسی کشمکش میں مبتلا ہے۔ امریکہ ایران پر حملہ کرے گا یا نہیں اور حالیہ اسرائیل، فلسطین، لبنان لڑائی کا دائرہ وسیع ہو کر شام اور ایران تک پھیلے گا یا نہیں۔ کیا ایران اسرائیل کے خلاف فلسطینی مزاحمتی گروپوں اور لبنان کی حزب اللہ کی واقعتاً کوئی ایسی مدد کرے گا جو اسرائیل کے دانت کھٹے کر دینے کے لیے ان گروپوں کی حقیقی ضرورت ہے؟ اس سے پہلے ہم ان سوالات کا جواب برسوں پر محیط اہلِ فارس اور یہودیوں کے مابین تعلقات کے تناظر میں تلاش کریں۔ یہ ذکر کرنا بھی فائدے سے خالی نہیں کہ ایران کا مختصر تعارف پڑھنے والوں کے سامنے رکھ دیا جائے۔ زمانہ قدیم میں ایران فارس کے نام سے مشہور ایک وسیع و عریض سلطنت پر مشتمل ملک تھا۔ زمانے کے ساتھ ساتھ کئی حملہ آوروں نے اسے کبھی میدان بنایا۔ تو کبھی راستہ اس دوران ایرانی تہذیب و تمدن پر مختلف اقوام کے نشانات موجود ہیں۔ یہ عربوں، سلجوقوں، ترکوں، منگولوں اور افغانوں کے زیرِ قبضہ رہا۔ تاہم ہر دور میں ایرانیوں نے اپنی شناخت اور انفرادیت ہمیشہ برقرار رکھی۔ آثارِ قدیمہ کے لحاظ سے یہاں پندرہ سولہ ہزار سال پہلے آباد انسانی بستیوں کا سراغ بھی ملا ہے۔ چھٹی صدی عیسوی تک یہاں ترقی یافتہ معاشرہ وجود میں آیا جس کے پھیلاؤ میں شہر بھی آتے تھے۔ ایران میں کئی شاہی خاندان برسرِ اقتدار آئے مثلاً ''ہنجامشی'' (۵۹۹۔۳۰۰) قبل مسیح اس کی بنیاد سائرسِ اعظم نے رکھی تھی۔ (۲۵۰ تا ۳۰۰) قبل مسیح اس پر یونانیوں کا راج رہا۔ پھر ''پارتھی'' آئے۔ ان کے بعد ''ساسانی'' ساتویں صدی عیسوی میں مسلمانوں نے ساسانیوں سے حکومت چھین لی۔ نبی پاک ﷺ کا نامۂ پاک ''خسرو پرویز'' نامی جس بادشاہ نے چاک کیا تھا اس کا تعلق بھی ساسانی خاندان سے تھا۔ اس خاندان کے بادشاہوں کو ''کسریٰ'' کہا جاتا ہے۔ جیسے سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصر پر حکمران ''چرواہے خاندان' کے بادشاہوں کو ''عزیزِ مصر'' کہا جاتا تھا۔ وقت کی ندی بہتی رہی۔ ایران سلجوقوں، ترکوں، منگولوں اور تیمور لنگ کے قبضے میں رہا۔ سن ۱۵۰۲ تا ۱۷۳۶ میں ایرانی معاشرہ کئی بنیادی تبدیلیوں سے گزرا۔ یہ صفوی دورِ حکومت کہلاتا ہے، صفویوں کے بعد افغان' ایران پر چڑھ دوڑے' تا آنکہ ۱۹۲۱ء میں رضا خان نے اقتدار پر قبضہ کر کے پہلوی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۴۱ء میں رضا خان کا بیٹا

محمد رضا تخت پر بیٹھا اور شاہِ ایران کے لقب سے مشہور ہوا۔ (پہلوی سلطنت کی بنیاد رکھنے والے رضا خان اور خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے کے بعد ترکی میں برسرِ اقتدار آنے والے ''کمال اتاترک'' کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم نے اس طرح اظہارِ خیال فرمایا:

مصطفیٰ نہ رضا شاہ میں نمود اس کی
روح شرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی

شاہِ ایران کا دور اور اس کے بعد ایران میں عوامی انقلاب کے ذریعے پہلوی سلطنت کا خاتمہ مشہور واقعات ہیں۔ ہم ان کی تفصیل میں جائے بغیر چند باتیں تعارفی طور پر مزید عرض کریں گے۔ مثلاً ایران کا قدیم نام ''پرلیس'' یا پرشیا'' تھا۔ مشہور رومن ادیب ''پلاوٗس'' نے بھی اس ملک کا نام پرشیا لکھا ہے اس سے مراد وہ علاقہ ہے جہاں کے باشندے پرشین کہلاتے تھے، یعنی عہدِ قدیم میں پرس اور فارس کا اطلاق اسی خطے پر ہوتا تھا۔ لفظِ ایران اریانہ سے مشتق ہے۔ ۱۹۳۵ء میں سرکاری طور پر رضا خان نے ملک کا نام ایران رکھا۔ موجودہ ایران کا رقبہ چھ لاکھ اٹھائیس ہزار مربع میل ہے۔ ۲۵،۴۰ عرض بلد شمالی، ۴۴،۳۰۔ ۶۳ درجے طول بلد مشرقی کے درمیان واقع ہے۔ ملک کا ایک بڑا حصہ ریگستان ہے۔ زیادہ تر حصہ خشک سطح مرتفع اور مشرقی سرحد کے سوا باقی اطراف میں پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ شمال میں پہاڑوں کی بلندی اٹھارہ ہزار سات سو فٹ تک ہے آج کا ایران تیرہ صوبوں میں تقسیم ہے۔ سب سے بڑا پیشہ زراعت ہے۔ اہم ترین فصلوں میں گندم، چاول، نیشکر، کپاس، دالیں، تمباکو، روغنی بیج اور چائے شامل ہے۔ پھلوں میں انگور، بادام، پستہ وافر مقدار میں پیدا ہوتے ہیں۔ موجودہ صورتحال کو سمجھنے کے لیے دانشوروں کی رائے نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ ''اہل فارس سے ہماری کوئی لڑائی نہیں۔ تمام مسائل کی جڑ مشرق وسطیٰ میں یہودی اور مغربی نوآبادیاتی قبضہ ہے (احمدی نژاد کے بقول) تو یہ غلطی سب سے پہلے پچیس سو سال پہلے سائرسِ اعظم سے سرزد ہوئی تھیں۔ جس نے یہودیوں کو فارس کی غلامی سے چھڑا کر واپس یروشلم میں آباد کیا اور ان کے معبد تعمیر کرائے۔ اس لیے اصل پھڈا اگر یہی ہے تو ایرانیوں کو اس میں فریق نہیں بننا چاہیے'' کیونکہ اہل فارس اور یہود کے تعلقات جو صدیوں پر محیط ہیں' اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ مشکل ترین حالات میں بھی فارسیوں نے ہمیشہ یہودیوں کا نہ صرف ساتھ دیا بلکہ حمایت بھی کی۔ بعض اوقات تو جب ساری دنیا نے یہودیوں کی مخالفت کی، فارسیوں نے ہی انہیں سہارا دیا اور پناہ دی۔ ہم چند اہم واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔ جس سے بات مزید آسان ہوجائے گی کہ چلمن کے پیچھے سب اچھا ہے۔

(۱) ہولوکاسٹ میں یورپ کے اندر ایرانی سفراء نے اس وقت ہزاروں یہودیوں کو بچایا یہ احسان آج تک یہودیوں کو نہ صرف یاد ہے بلکہ وقت آنے پر وہ اسے چکا بھی دیں گے۔ احمدی نژاد جو ہولوکاسٹ پر مزاحمتی طرزِ فکر رکھتے ہیں انہیں یہ بات اچھی طرح یاد ہوگی کہ ہولوکاسٹ ہوئی تھی یا نہیں اگر ہوئی تھی تو ایرانیوں کا یہودیوں کے لیے اس میں کیا امدادی کردار تھا باقی تباہی حقیقت میں اتنی یقیناً نہیں ہوئی جتنا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ ہولوکاسٹ کی حقیقت الگ سے بحث کی متقاضی ہے۔ یہاں اس کی تفصیلات کا ذکر کرنا مناسب نہیں۔

(۲) ۱۹۴۸ء کی تشکیل اسرائیل تحریک پر ایران نے ہزاروں عراقی' یہودیوں کو اسرائیل کی طرف فرار ہونے کا راستہ فراہم کیا تھا۔

(۳) مسلم دنیا میں ایران ہی پہلا ملک ہے جس نے سب سے پہلے اسرائیل کے ساتھ سفارتی اور تجارتی تعلقات قائم کیے۔

(۴) تقریباً تین دہائیوں تک اہل فارس اور یہودا پنے مشترکہ عرب دشمنوں کے خلاف قریبی دوست رہے۔ ۱۹۵۰ء تا ۱۹۷۰ء کی دہائیوں میں فارسی یہودی تعلقات اور عربوں کے خلاف مشترکہ سازشیں کسی سے پوشیدہ نہیں۔

(۵) شاہِ ایران مسلسل ترسیلِ اسلحہ اور انٹیلی جنس معلومات کے لیے اسرائیل پر انحصار کرتا تھا اور اسرائیل غیر عرب مشرقِ وسطیٰ کے کناروں پر ترکی، ایتھوپیا اور لبنانی عیسائیوں پر معلومات کے لیے انحصار کرتا رہا ہے۔

(۶) اہل فارس تینوں عرب اسرائیل جنگوں سے باہر رہے۔ حتیٰ کہ ۱۹۷۰ء میں عربوں نے تیل کا بائیکاٹ کیا اسرائیل کے حوالے سے تو ایران ہی مسلسل اسرائیل کو تیل فراہم کرتا رہا ہے۔

(۷) ایک لاکھ یہودیوں نے زبردست منصوبہ بندی سے اسرائیل اور ایران کے درمیان تجارت برابر جاری رکھی۔ آج بھی ایران ایک زرعی ملک ہونے کے اعتبار سے یورپی ممالک کے ذریعے اسرائیل سے زرعی آلات درآمد کرتا ہے اور اس شعبے میں تجارت سالانہ تین سوملین ڈالر تک پھیلی ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ ۱۹۷۹ء میں انقلاب کے بعد بھی اسرائیلیوں کے فارسیوں کے ساتھ تعلقات کمزور ہونے کی بجائے مضبوط ہوئے۔ مثلاً ایرانی نژاد یہودیوں کی اسرائیل ہجرت کے سلسلے میں فارسیوں نے بھرپور مدد کی ہے اور کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ مشرق وسطیٰ میں دشمن اور مفادات مشترکہ ہونے کی وجہ سے اہل فارس اور یہودی آج تک قریبی اتحادی کے طور پر کام کررہے ہیں۔ آج عراق میں یہ تعاون کھلی آنکھوں کے ساتھ دیکھا اور سمجھا جا سکتا ہے۔ انہیں تعلقات کی بدولت ۱۹۸۰ء میں ایران کو اسلحہ کی ترسیل جاری رہی اور یہودیوں نے ہی ریگن انتظامیہ اور ایرانیوں کے درمیان صفویوں کے مسئلہ پر اسلحے کے بدلے رہائی کی ڈیل کروائی۔ ایک طرف یہ سب کچھ اور دوسری طرف اسرائیل مخالف لبنانی حزب اللہ کی امداد اور فلسطینی مجاہدین کے ساتھ تعاون بھی جاری رہا۔ موجودہ فلسطینی قیادت کے ساتھ اس تعاون میں گرمجوشی کی وجہ صدر محمود عباس ہیں جو کہ ایران میں اٹھنے والے بہائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے مذہب کی بنیاد پر جہاد کے حمایتی نہیں ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں صدر خاتمی کے دورِ حکومت میں اسرائیلی سرکاری اہلکار شاہِ ایران کے دور کے دوران تیل والے قرضے کی ادائیگی کی کوشش کر کے تعلقات کو نئی جہت دیتے رہے۔ حالات کیسے ہی سخت کیوں نہ ہوں مشترکہ مفادات ہر دور میں برقرار رہے ہیں اور دونوں کی باہمی دلچسپی بھی پرزور ہے۔ انہیں رابطوں کی بنیاد پر مضبوط اسرائیلی لابی کے ذریعے تہران کے حوالے سے واشنگٹن کی ستائیس سالہ پرانی پالیسی تبدیل کرائی جارہی ہے اور افغانستان میں طالبان کی حکومت ختم ہونے کے بعد امریکی اور ایرانی بالواسطہ ایک دوسرے کے اتحادی بھی ہیں۔ یہ قربت بھی امریکہ ایران کشیدگی کے خاتمے کی نسبت کلیدی کردار ادا کررہی ہے۔ عراق میں بھی القاعدہ کے خلاف یہ قربت موجود ہے مگر افغانستان کی طرح کھلم کھلا نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تہران اور واشنگٹن کے درمیان بذریعہ تل ابیب کوئی مصالحت ضرور ہوجائے گی اور نوبت ''باری'' کی نہیں آئے گی۔ دنیا میں اس وقت سب سے زیادہ یہودی اگر اسرائیل کے بعد کسی دوسرے ملک میں آباد ہیں تو وہ ایران ہے۔ بعض اعداد وشمار کے مطابق ایران میں آباد یہودی ایرانی آبادی کے تناسب سے سات فیصد سے زیادہ ہیں اور اسرائیل میں اس وقت دولاکھ سے زیادہ ایرانی نژاد یہودی آباد ہیں جو فارسی بولتے ہیں۔ ان فارسی بولنے والوں میں ملٹری چیف، وزیراعظم اور صدر شامل ہیں، یقیناً یہ سارے تہران، واشنگٹن کشیدگی کو ضرور دوستی میں بدل سکتے ہیں۔ ذرا اس زاویے سے بھی موجودہ صورت حال کا تجزیہ کریں تو کہانی ہی بدل جائے گی۔

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری
(امریکہ)

بارہ کا اعلامیہ! سازشوں کا تسلسل

یہ مارچ ۲۰۰۶ء کے اوائل کی بات ہے جب عالم اسلام کے نام نہاد رہبران اور امت مسلمہ کے نام نہاد قلم کار، کالم نگار، مضمون نگار اور واعظین ومقررین امت مسلمہ مرحومہ کو حالات و واقعات کو سمجھنے اور نرم خوئی اختیار کرنے اور تحمل و بردباری سے کام لینے کا مشورہ دے رہے تھے۔ اسلام دشمنوں کی سازشیں، گھاتیں اور وارداتیں اپنے عروج پر تھیں۔

جس وقت دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو ان کے نام نہاد قائدین وسربراہان اور عوامی سوچ کو متاثر کرنے والے افراد یہ کہہ رہے تھے کہ ختم المرسلین، خاتم النبیین، رحمت اللعالمین حضرت محمد ﷺ کے یہ کارٹون خاکے (نعوذ باللہ) کوئی سازش نہیں بلکہ یہ چند افراد کی بے وقوفانہ حرکت ہے۔ اسی زمانے میں ڈنمارک کے گستاخ رسول اخبار ''جیلنڈ پوسٹ'' نے اپنے ناپاک عمل کی حمایت میں ایک اعلان بڑی شہ سرخی کے ساتھ چھاپا اور ماضی میں توہین رسالت کرنے والے متعدد مصنفین اور اسلام دشمن (جنہوں نے مسلمانوں کی کوکھ سے جنم لیا تھا) سمیت بارہ منحوس خواتین وحضرات کے نام اور دستخط اس اعلان پر شامل تھے۔ اس ناپاک اعلان کو (Manifesto Of The Twelve) کا نام دیا گیا۔ یعنی ''بارہ کا منشور''

''بارہ کا منشور'' کے نام سے شائع ہونے والا یہ اعلان دنیا بھر کے اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اور اب بھی شائع ہو رہا ہے۔ مگر ہم مسلمانانِ عالم اب بھی سو رہے ہیں۔ دیکھئے! یہ ملعونین اس منشور میں کیا کہتے ہیں اور کس کی بولی بولتے ہیں۔ ''بارہ کا منشور'' اسلام ازم کا مقابلہ، فاشزم، نازی ازم اور سٹالن ازم پر قابو پا لینے کے بعد دنیا کو اب ایک نئے عالمی خطرے کا سامنا ہے جو اسلام ازم ہے۔ ہم...... مصنفین، صحافی اور عوامی دانش ور......اس مذہبی مطلق العنانی کے خلاف جنگ کی بھرپور دعوت دیتے ہیں۔ بالفاظ دیگر ہم آزادی، یکساں مواقع اور مادہ پرستی کو دنیا بھر میں پھیلانے کی دعوت دیتے ہیں۔ ان عالمی اقدار کی قدر وقیمت کا اندازہ محمد (ﷺ) کے خاکوں کی یورپی اخبارات میں اشاعت کے بعد ہوا ہے۔ یہ جدوجہد ہتھیاروں سے نہیں بلکہ خیالات وافکار سے کامیاب ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں۔ یہ دو تہذیبوں کی جنگ نہیں ہے اور نہ ہی مغرب کی مشرق کے لیے نفرت ہے بلکہ یہ تو جمہوریت کے لیے ہے اور تنگ نظری کے خلاف ایک عالمی جدوجہد ہے۔

تنگ نظری اور مطلق العنانی کے تمام نظریات کی طرح اسلام کی پرورش خوف اور بے بسی کے عالم میں ہوئی۔ نفرت کا پرچار کرنے والے انہی احساسات کو استعمال کر کے فوجیں تشکیل دیتے رہے ہیں۔ جن کا مقصد صرف اور صرف

ایک غیر مساوی دنیا قائم کرنا تھا۔مگر واضح اعتماد کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں حتیٰ کہ بدترین حالات بھی نفرت،مطلق العنانی اور تنگ نظری کو ثابت نہیں کرتے۔اسلام ازم ایک سخت گیر اور نا قابل تبدیل نظریہ ہے جو برابری،آزادی اور رواداری کو ختم کرتا ہے۔جہاں بھی یہ اقدار موجود ہوں'اس نظریئے کی کامیابی طاقت کے اعتبار سے صرف ایک غیر متوازن دنیا قائم کرے گی۔جس میں مرد کی عورت پر حکمرانی ہوگی اور مسلمانوں کے نظریات کی دیگر تمام نظریات پر حکومت ہوگی۔اس کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں عالمی حقوق ستائے ہوئے انسانوں تک پہنچانے ہوں گے۔اس مقصد کے لیے ہم''ثقافتی مطابقت'' کا نظریہ منسوخ کرتے ہیں جو کہ یہ نظریہ ہے کہ مسلمان مرد اور عورتوں کو ان کے آزادی اور برابری کے حق سے اس لیے دور رکھا جائے کیونکہ یہ ان کی تہذیب وثقافت اور تمدن کے مطابق نہیں۔ہم اپنے تنقیدی جذبے کو ختم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ہمیں کوئی خوف نہیں کہ ہم پر''اسلام فوبیا'' کا الزام لگایا جاتا ہے جو کہ ایک بدقسمت سوچ ہے۔جو اسلامی اعمال پر تنقید کرتے ہوئے مسلمانوں کو نشانہ بناتی ہے۔ہم عالمی طور پر شخصی آزادی اور مکمل اظہار رائے کے لیے التجا کرتے ہیں۔تاکہ ہر براعظم میں ایک اہم جذبے کی مشق کی جاسکے اور ہر زیادتی کے خلاف آواز اٹھائی جاسکے۔ہم دنیا بھر کے تمام جمہوریت پسند اور آزادی پسند ممالک سے اپیل کرتے ہیں کہ ہماری اس موجودہ صدی کو روشن خیالی کی صدی ہونا چاہیے نہ کہ تنگ نظری کی۔

دستخط:

(۱)ایان حرش علی (۲)چلہ شفیق (۳)کیرولین فروسٹ (۴)برنارڈ لیوی (۵)ارشاد مان جی (۶)مہدی مظفری (۷)مریم غازی (۸)تسلیمہ نسرین (۹)سلمان رشدی (۱۰)انتھونی سفائر (۱۱)فلپ وال (۱۲)ابن ورق

اس منشور،لائحہ عمل میں واضح اور علی الاعلان اعلانِ جنگ کیا جاچکا ہے مگر یہ جنگ ہتھیاروں کی نہیں ہے۔خیالات وواردات اور افکار ونظریات کی ہے۔جس میں سپاہی کا کردار،ایک مصنف،ایک صحافی،ایک کالم نگار اور ایک مدیر ادا کرتا ہے۔بہتر ہوگا آگے بڑھنے سے قبل درج بالا منشور پر دستخط کرنے والے چند ملعونوں کا مختصر تعارف کروادوں۔

اس قابل نفرین منشور پر دستخط کرنے والے افراد میں سے آدھے سے زیادہ کسی نہ کسی یورپی ملک میں سیاسی پناہ حاصل کیے ہوئے ہیں۔چلہ شفیق،مہدی مظفری کو یورپی ممالک میں سیاسی پناہ حاصل ہے۔تسلیمہ نسرین پڑوسی ملک بھارت میں شہریت اور لیکچررشپ کے لیے بھیک مانگتی رہی مگر انہوں نے اس کو خیرات دینے سے انکار کردیا تو پھر دوبارہ ایک یورپی ملک میں سیاسی پناہ کے چکر میں ہے جو اس کو مل جائے گی۔بعض ایسے ہیں جو مرتد ہوچکے ہیں مثلاً ارشاد مان جی اور ایان حرش علی وغیرہ۔بعض ایسے ہیں جن کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ موجود ہے۔مثلاً سلمان رشدی،ابن ورق اور تسلیمہ نسرین وغیرہ۔

یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ سلمان رشدی کے قتل کا فتویٰ تقریباً اٹھارہ سال قبل دیا گیا مگر آج تک ڈیڑھ ارب مسلمانوں میں کوئی ایک بھی ایسا سچا عاشق رسول (ﷺ) پیدا نہ ہوسکا جو اس گستاخ ملعون کو واصل جہنم کرتا۔ آج سلمان رشدی پورے یورپ اور امریکہ میں دندناتا پھرتا ہے۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں جا کر لیکچرز دیتا ہے۔ اللہ جانے روحِ محمدی کس کس طرح سے بے چین ہوتی ہوگی۔ اگر سلمان رشدی کو ۱۹۸۹ء میں فتویٰ ملنے کے بعد اس کے منطقی انجام تک پہنچا دیا جاتا تو کیا کچھ سالوں بعد تسلیمہ نسرین کو شانِ رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کی جرأت ہوتی؟ اور کیا بعد ازاں ارشاد مان جی، طاہر گورا اور ایسے دوسرے ملعون پیدا ہوتے؟ یہ بات بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ سلمان رشدی کے خلاف قتل کا فتویٰ جس عجلت میں دیا گیا اور جس پیمانہ پر اس کو مشتہر کیا گیا' وہی اس کے تحفظ اور سلامتی کا ضامن بنا۔ فیا حسرتا۔

آج یورپی ممالک میں پناہ لینے والی یہ ناپاک عورت تسلیمہ نسرین اپنی سولہ سے زائد تصانیف میں آقائے دو جہاں، سرورِ کون و مکاں حضرت محمد ﷺ کی شان میں بے تحاشا گستاخی کر چکی ہے اور یورپ ان افراد کو ایوارڈز دے کر خوب نواز رہا ہے۔ اگر تسلیمہ نسرین کو سزا ملی ہوتی تو ۲۰۰۳ء میں ایان حرش علی کو ایسی ویڈیو بنانے کی جرأت نہ ہوتی جس میں ننگی عورتوں کے بدن پر قرآنی آیات لکھ کر ان کا مذاق اڑایا گیا۔ آج ایان حرش علی ڈچ پارلیمنٹ کی رکن ہے۔ اس کے ساتھ فلم بنانے والے شخص ''تھیو وین گاگ'' کو ایک مسلمان نے واصل جہنم کر دیا تھا اور وہ آج کل جیل میں عمر قید کی سزا کاٹ رہا ہے۔ یہود و ہنود اور نصاریٰ کی فہرست اس ضمن میں بہت طویل ہے مگر ان ملعون افراد کو کیا کیا جائے جو امت ہی میں سے اپنا قبلہ تبدیل کر کے ان کے ساتھ جا ملتے ہیں۔

حال یہ ہے کہ افغانستان میں ایک عدالت ایک مرتد عبدالرحمٰن کو صرف اس وجہ سے چھوڑ دیتی ہے کہ امریکہ، انگلینڈ، کینیڈا، جرمنی اور دیگر ممالک کے صدور اور وزرائے اعظم کا فون آجاتا ہے۔ عدالت اس مرتد کو چھوڑ دیتی ہے اور حکومتِ وقت اس کے جرمنی روانگی کے انتظامات کرتی ہے۔ اللہ کا قانون پیچھے اور طاغوت و سامراج کا مطالبہ صرف اس وقت آگے ہوتا ہے۔ جب نام نہاد علماء اور راہبرانِ قوم ذاتی مفادات کے لیے باہمی تفرقات کو ہوا دیتے ہیں۔ موجودہ حالات میں اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ علمائے حق سے اپنے روابط کو مضبوط بنایا جائے۔ ان کی مجالس و محافل میں اپنی اصلاح کی غرض سے شرکت کی جائے اور ان کی ہدایات کو حرزِ جان بنایا جائے۔ دوسرے یہ کہ ان حالات میں ایک اہم ذمہ داری ہمارے خطباء، واعظین، مصنفین، قلم کاروں پر بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ امت مسلمہ کے افراد کو تمام سازشوں سے بروقت آگاہ اور ہوشیار کرتے رہیں۔

پروفیسر ابوطلحہ عثمان

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں!

گلی محلوں میں روز افزوں گالی گلوچ

آیا تھا کس لیے تو کیا کر چلا جہاں میں
یہ مرگ و زیست دونوں آپس میں ہنستیاں ہیں

رسول مقبول ﷺ نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے ایک اعلیٰ نمونہ اخلاق پیش فرما کر ارشاد فرمایا تھا:

سباب المسلم فسوق وقتاله كفر

''مسلمان کا مسلمان کو گالی دینا نافرمانی اور گناہ ہے اور مسلمان کو قتل کرنا کفر ہے۔'' (الحدیث)

میرے بچپن کی بات ہے یعنی کوئی نصف صدی پیشتر ایک رشتے دار عورت نے خیرخواہی کے طور پر مجھے ڈانٹ دیا تو میں نے ایک عامیانہ لفظ بول دیا۔اسے ایک حیوان سے تشبیہ دے دی ، یہ گویا غصہ میں گالی دینا تھا۔ماں نے تھپڑ مار دیا، بہنوں نے اپنے سے دور کر دیا اور جب تک میں نے معافی مانگ کر توبہ نہ کی مجھے گھر اور افراد خانہ سے بے تعلق کر دیا گیا۔احساس ہوا، پکی سچی توبہ کی۔الحمدللہ وہ دن اور آج کا دن گالی زبان پر نہ آئی۔یہ ان بزرگ خواتین کی تربیت تھی۔سکول میں داخلہ ہوا، استادوں نے تربیت کی۔گھر میں والدہ کی تعلیم قرآن' سکول میں اساتذہ کا کردار اور تربیت ......ہاں ایک استاد مرحوم کا تکیہ کلام ایک مخصوص بے حیائی والی گالی تھا،اللہ جانے ایسا کیوں تھا۔حالانکہ وہ بھی شاگردوں کو اچھا ہی پڑھاتے تھے۔طلباء کی اکثریت بھی ان مرحوم استاد کے اس انداز سے نفرت رکھتی تھی ۔اس کے بعد پرائمری سے مڈل، مڈل سے ہائی اور پھر کالج اور یونیورسٹیاں جہاں بھی استفادے اور علمی پیاس بجھانے کا موقعہ ملا......درمیان میں دینی مدارس،عربی و اسلامی علوم کے مراکز سے بھی نسبت رہی مگر پاکستان سے لے کر ریاض یونیورسٹی تک علمی اداروں کو اپنی مادر علمی سمجھا،اساتذہ سے بھرپور استفادے کا موقعہ ملا۔ایک طویل عرصہ کم و بیش ربع صدی بطور شاگرد کتابوں اور استادوں سے ربط وضبط کا موقع رہا مگر اس دوران پاکستان کے دیہاتوں اور شہروں سے یعنی جھنگ سے لاہور اور لاہور سے کراچی تک پھر حجاز مقدس، مکہ، مدینہ جدہ سے ریاض اور طائف تک عوام وخواص سے واسطہ پڑتا رہا' بچوں سے بڑوں تک اور مردوں سے عورتوں تک وہ بات نہ تھی جو ابھی پانچ سات سال میں دیکھنے کو مل رہی ہے۔ اپنے محلے کو دیکھیں تو ہر دوسرا چوتھا شخص ایسی ایسی گالیاں دے رہا ہوتا ہے کہ جی چاہتا ہے کہیں بھاگ جائیں مگر بھاگ کر کہاں جائیں؟

دوسرے محلے میں ایک ریٹائرڈ ماسٹر صاحب جن کے سر پر ایک بھی بال بھورا نہیں،سب سفید ہو کر دم بدم رخصت ہو رہے ہیں' ان کی ایک بات میں اگر دو نہیں تو ایک بھرپور گالی ضرور ہوتی ہے،ایک مہر صاحب' رئیس علاقہ کسی سے گپ شپ

لگاتے ہوئے بھی ایک منٹ میں دوتین گالیاں سنا دیتے ہیں اور کوئی آدمی بات نہ سن سکے اور پوچھے تو چار گالیاں اضافے کے ساتھ سنا دیتے ہیں‘ دکان پر دو جوان دوست سودا لینے اکٹھے ہو جائیں ایک دوسرے کی بہنوں کا گالیوں کے ساتھ مذاکرہ عین عبادت سمجھتے اور عملدارآمد کرتے ہیں‘ ساتھ کھڑی سودا سلف لینے آئی نوعمر بچیاں حیرت سے منہ تکتے بالآخر اپنے گھروں کو سدھارتی ہیں‘ اب حال یہ ہے کہ نزدیکی میدان میں کھیلتے بڑے بچے ایک دوسرے کو بہت ہی ننگی فحش گالیاں دیتے سنائی دیتے ہیں‘ اللہ جانے وہ ان گالیوں کا معنی بھی سمجھتے ہیں یا صرف اپنے کونا سعید ماں باپ کی ناخلف اولاد ثابت کرنے کے لیے ایک دوسرے کی بہنوں ماؤں کو ننگی گالیاں سننا اور سنانا ضروری سمجھتے ہیں اور اب تو حال یہ ہو گیا ہے کہ چار پانچ سال کے ناسمجھ بچے ایسی فحش گالیاں بکتے ہیں کہ ہمیں دہرانا بھی‘ نہیں نہیں‘ سوچنا بھی گوارا نہیں‘ یہ گالیاں‘ یہ بے حیائی اور بدطینتی کے بنیادی راستے، ان کا علاج کون سوچے گا‘ کب سوچے گا‘ اس کا انجام کیا ہو گا؟

جن زبانوں سے درود اور کلمہ توحید کے سوا کچھ نکلنا محال ہوتا تھا‘ زبانیں جو ذکر الٰہی سے ہمہ وقت تر رہتی تھیں‘ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا:

’’جو شخص دو جبڑوں کے درمیان کی چیز (یعنی زبان) اور دو ٹانگوں کے درمیان کی چیز (یعنی شرم گاہ) کی مجھے ذمہ داری دے دے‘ میں اس کے لیے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں۔‘‘ (الحدیث)

مسلمانوں سے اسلامی معاشرت چھن گئی، اسلامی معاشیات چھن گئی اسلامی عبادات جاتی رہیں‘ اسلامی اخلاق چھن گئے، لے دے کے یہی شرم وحیا تھی کیا اب وہ بھی ختم ہونے کو ہے، کیا اللہ کا یہ فرمان یاد نہیں کہ جب لوگ فسق وفجور اور بے حیائی کو بے دھڑک اپنا لیتے ہیں تو ہم ان کی بستیوں کو تباہ و برباد کر چھوڑتے ہیں۔ گالی گلوچ، بے حیائی اور سخت نافرمانی ہے۔ اللہ کی طرف سے، اللہ کے فرشتوں کی طرف سے پھٹکار پڑتی ہے۔ پھر نہ دنیا کا سکھ چین‘ نہ مرنے کے بعد سکون وآرام۔ کاش بڑے سوچیں اور چھوٹوں کو ٹوکیں اور روکیں‘ اللہ کی لاٹھی بے آواز برسا کرتی ہے‘ اس کی پکڑ بڑی شدید ہے، بے عملی اس کی ناراضی کا اتنا بڑا سبب نہیں ہے جتنا بدعملی ہے۔ جانوروں کو، درندوں کو، کتوں بلوں کو ہم نے لڑتے دیکھا ہے۔ کسی کو گالی گلوچ کرتے نہیں دیکھا‘ انسانی شرف کا کیا یہی تقاضا ہے کہ اپنی پاک زبانوں کو گندی گالیوں کے اظہار سے ناپاک اور گندا کیا جائے۔ کیا انسان کا بچہ انسانی شرف پر غور کرے گا

بسکہ مشکل ہے ہر اک کام کا آساں ہونا
آدمی کو میسر نہیں انساں ہونا

آدم مسجود ملائک۔ کیا اس کا بیٹا ملائک پر انہی گالی گلوچ اور ننگی بے حیائی والی باتوں کی بنیاد پر ممتاز حیثیت کا مالک اور اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق ٹھہرا ہے۔ اللہ کا واسطہ دے کر عرض ہے کہ آج سے ہی جس زبان سے گالی سنیں اسے نرمی اور سختی دونوں طرح فوراً روکیں ورنہ اس بے حیائی کے سیلاب میں سب بہہ جائیں گے۔ اور......

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

انتہا پسند مسیحیوں نے پاکستان سے ''آزادی'' حاصل کرنے کے لیے جلاوطن حکومت بنانے کی دھمکی دے دی

لاہور (خصوصی رپورٹ) مسیحی اقلیت سے تعلق رکھنے والے بعض انتہا پسندوں نے پاکستان کے اندر کرسچن لینڈ بنانے اور اگست میں اس مجوزہ ریاست کی جلاوطن حکومت قائم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ مشہور مسیحی ویب سائٹ نے کینیڈا میں قیام پذیر پاکستانی مسیحی انتہا پسندوں کی اس دھمکی کو جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان میں مسیحیوں کی آزادی اور کرسچن لینڈ کے لیے کوشاں کینیڈا میں مقیم پاکستانی مسیحیوں کے ایک گروپ نے تمام پاکستانی مسیحیوں سے کہا ہے کہ وہ ۱۱/اگست کے بعد اپنی پاکستانی شہریت ترک کر کے ''کرسٹ لینڈ'' کی شہریت اختیار کریں۔ جس کی جلاوطن حکومت کا اعلان ۱۱/اگست کے بعد کر دیا جائے گا۔ مسیحی انتہا پسندوں نے کہا ہے کہ ۱۱/اگست کو گوجرانوالہ کے ایک پادری ناصر کو ہتک عزت کے ایک دعویٰ میں سندھ ہائیکورٹ نے طلب کر رکھا ہے۔ اگر عدالت کی یہ کارروائی روکی نہ گئی اور دعویٰ کرنے والے کے خلاف کارروائی نہ ہوئی تو پادری ناصر اپنی پاکستانی شہریت سے دستبردار ہو جائیں گے۔ کینیڈا کے انتہا پسند اور ریاست سے بغاوت کے مرتکب ہونے والے گروپ نے تمام مسیحیوں سے اپیل کی ہے کہ اگر عدالت نے پادری ناصر کے خلاف کارروائی واپس نہ لی تو وہ سب شہریت چھوڑ دیں۔ اس کے فوراً بعد ایک جلاوطن حکومت قائم کر دی جائے گی۔ نام نہاد کرسٹ لینڈ کے حامی یہ انتہا پسند مسیحی دراصل حکومتِ پاکستان اور عدالت عالیہ کو بلیک میل کرنا چاہتے تھے۔ اس ویب سائٹ پر پادری ناصر کی طرف سے صدر پاکستان سے لے کر تمام سرکاری حکام کے نام ایک خط بھی جاری کیا گیا ہے۔ جس میں پادری نے کہا ہے کہ ۲۰۰۲ء سے وہ کراچی کے ایک عالم الیاس ستار سے مسلم مسیحی معاملات پر بحث کر رہے تھے۔ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ اس بحث کے دوران انہوں نے قرآن پاک کے حوالے سے تین سوال اٹھائے اور وقتاً فوقتاً بات چیت چلتی رہی۔ بعدازاں پادری نے ایک مناظرہ میں خود کو فاتح اسلام قرار دیا جو ہوا ہی نہیں بلکہ مدمقابل الیاس ستار نے اس مناظرہ کو قبول ہی نہیں کیا تھا۔ بعدازاں پادری موصوف نے انتہا پسندی کا ثبوت یوں دیا کہ الیاس ستار سے کہا کہ الیاس ستار کا تجویز کردہ مناظرہ اسلام آباد میں منعقد ہونا چاہیے۔ جس میں شکست کھانے والے کو خود سوزی کر لینی چاہیے۔ بعدازاں دسمبر ۲۰۰۵ء تک اس مناظرہ کے وقوع پذیر نہ ہونے کے باوجود پادری نے الیاس ستار اور اسلام کے خلاف توہین آمیز ریمارکس اپنے رسالہ میں شائع کیے۔ جس کا اس نے خود اپنے خط میں اعتراف کیا ہے۔ اس کے ان اقدامات اور ریمارکس پر الیاس ستار نے سندھ ہائیکورٹ میں ہتک عزت کا مقدمہ دائر کیا۔ جس پر پادری موصوف

نے سیخ پا ہوکر خط لکھا۔جس میں اپنے تمام جرائم کوتسلیم کرتے ہوئے نہایت ڈھٹائی سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کے خلاف مقدمہ مذہبی بنیادوں پر قائم کیا گیا ہے اور اقلیتوں کے حقوق کی خلاف ورزی ہے۔پادری موصوف نے دھمکی دی ہے کہ اگر ان کے خلاف مقدمہ واپس نہ لیا گیا اور الیاس ستار کے خلاف کارروائی نہ کی گئی تو وہ پاکستان کی شہریت ترک کردیں گے ۔پادری ٹی ناصر کے اس خط کی بنیاد پر کینیڈا کے انتہا پسند مسیحیوں نے جلاوطن حکومت قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔قانونی ماہرین کے نزدیک ٹی ناصر کا خط اور اس پر کینیڈین مسیحیوں کا ردِّعمل نہ صرف عدالت کو بلیک میل کرنے کی کوشش ہے بلکہ ملک میں مسلم مسیحی فسادات پھیلانے کی بھی سازش ہے۔اس خط پر توہین عدالت کے تحت کارروائی کی جاسکتی ہے۔اقلیتوں کے حقوق اور احترام اہم ہیں لیکن کسی اقلیتی فرد کو یہ حق بھی نہیں دیا جاسکتا کہ وہ اپنی حیثیت کو استعمال کرتے ہوئے ریاست اور عدالت کو بلیک میل کرے۔اگر ٹی ناصر سچے ہیں تو اس سے بہتر کیا صورت ہوسکتی ہے کہ وہ عدالت کا سامنا کریں۔سچ اور جھوٹ میں امتیاز عدالت کے سوا کہیں بھی نہیں کیا جاسکتا۔

(روزنامہ ''انصاف''لاہور۔مئی ۲۰۰۶ء)

چیچہ وطنی میں چوتھے مرکزِ احرار ''مسجدِ ختم نبوت'' کا قیام

رحمٰن سٹی ہاؤسنگ سکیم اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی میں مسجد ختم نبوت کے لیے ایک کنال جگہ رحمٰن سٹی کے منتظمین نے دار العلوم ختم نبوت (رجسٹرڈ) چیچہ وطنی کو عطیہ کی ہے جس کا سنگِ بنیاد 10رمئی 2006ء کو قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے رکھا۔مسجد وسنٹر کی جگہ سے متصل ڈسپنسری لائبریری اور دفتری ضروریات کے لیے جماعت نے پانچ مرلے کا پلاٹ خریدا ہے جس کی ادائیگی ان شاء اللہ دسمبر 2006ء تک کرنی ہے۔جملہ اہل خیر سے تعاون کی درخواست ہے۔

نوٹ: براہِ کرم رقم بھیجتے وقت مد کی صراحت ضرور فرمائیں

ترسیلِ زر اور رابطہ کے لیے

عبداللطیف خالد چیمہ دفتر مجلس احرار اسلام دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی پاکستان

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر:1306 نیشنل بینک آف پاکستان جامع مسجد بازار چیچہ وطنی بنام دار العلوم ختم نبوت

فون نمبر:040-5482253 موبائل:0300-6939453

منجانب:تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی

عبدالرشید ارشد
جوہر آباد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ یادوں کے آئینے میں

نقیبِ ختم نبوت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے متعلق اتنا کچھ لکھا گیا اور اتنے اچھے لکھنے والوں نے لکھا کہ میرے جیسے طالب علم کے لیے یہ جسارت محض طفلانہ حرکت محسوس ہوتی ہے مگر یہ جاننے کے باوجود جسارت صرف اس لیے ہے کہ سید کے چاہنے والوں کی فہرست میں شاید آخری نام میرا بھی شامل ہو جائے اور اللہ رب العزت کے اس وعدہ پر کہ میں چاہنے والوں کو اکٹھا کر دوں گا۔ ابدی زندگی میں ان کا قرب نصیب ہو جائے۔

میرے والد محترم مجلس احرار اسلام میں شامل تھے اور یوں گھر میں کم و بیش ہر روز کسی نہ کسی انداز میں احرار کے جلسوں کا، احرار کے رہنماؤں کا ذکر ہوتا تھا۔ جس میں نمایاں تذکرہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا ہوتا تھا۔ اس ماحول میں، میں نے ہوش سنبھالا۔ ہمارا قصبہ ٹانڈہ، جالندھر سے ۲۵ میل دور تھا مگر ضلع ہوشیار پور کی تحصیل دسوہہ کا حصہ تھا۔ شاہ صاحب محترم جب بھی اس علاقے میں یعنی جالندھر یا لائل پور (فیصل آباد) تشریف لاتے تو والد صاحب اُن کی تقریر سننے ضرور تشریف لے جاتے۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے میرا خاندان فیصل آباد میں آباد ہو گیا۔ ہجرت کے لگے زخم بمشکل ۱۹۴۸ء کے آخر تک مندمل ہو سکے تو والد صاحب نے اپنی دینی سرگرمیوں میں شمولیت اختیار کر لی۔ یوں مجلس احرار اسلام سے رابطہ بحال رہا۔

۱۹۵۳ء میں احرار نے تحریک تحفظ ختم نبوت کا آغاز کیا۔ میں لاہور کالج آف اینمل سپنڈری میں B.V.Sc کا طالب علم تھا۔ مارچ میں گھر چھٹی پر آیا ہوا تھا کہ ایک جمعہ پڑھنے کچہری بازار لائل پور میں مرکزی جامع مسجد میں چلا گیا۔ خطبہ شانِ رسالت پر تھا اور بعد ازاں اعلان ہوا کہ بعد از نماز احرار کا ایک جیش تحریک میں حصہ لینے کے لیے لاہور روانہ ہوگا۔ ۴۰ افراد کا دوسرا جیش کل صبح لاہور جائے گا۔ نماز کے بعد جیش کی روانگی کا منظر خاصا جذباتی اور روح پرور تھا۔ لہٰذا میں نے بھی دل میں تہیہ کر لیا کہ کل میں بھی شامل ہوں گا۔ میں گھر گیا اور والد صاحب سے اجازت لی۔ دوسرے دن جیش میں شامل ہو کر لائل پور سے مولانا تاج محمودؒ کی قیادت میں روانہ ہو گئے تو پولیس سے آنکھ مچولی کھیلتے رات کو مسجد وزیر خان پہنچ گئے۔ مسجد میں مولانا عبدالستار خان نیازیؒ رضا کاروں کا خون گرماتے۔ ہر صبح مسجد سے احتجاجی جیش نکلتے، پولیس کی مار کھاتے، ہڈیاں سہلاتے۔ کچھ واپس آتے تو کچھ منزل پا کر اپنے سرخ لہو سے خیابانِ ختم نبوت کو سینچتے۔ اس طرح کے ایک شہید کی میت پر رات بھر پہرہ دینے کی سعادت میرے حصے بھی آئی۔

پاکستان کا پہلا مارشل لاء لگا۔ فوج آئی تو اب مقابلے میں پولیس اور فوج تھی۔ مسجد وزیر خان کے گرد گھیرا تنگ ہو گیا۔ رضا کاروں کا کھانا اٹھا لیا گیا، بجلی کاٹ دی گئی اور پانی بند کر دیا گیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ لاہور میں بھی ایک کربلا سجنے والا ہے کہ مسجد کے چاروں جانب اونچی عمارات کی چھتوں پر فوجی برین گنیں سیٹ کیے مسجد کا نشانہ لیے بیٹھے تھے کہ حکم ملے تو مسجد کے صحن کو خون کے تالاب میں تبدیل کر دیں۔ ادھر رضا کاران مسجد کی چھت پر اینٹ روڑے سے ''مسلح'' مقابلے کے لیے تیار تھے۔ پولیس سے چھینی دو رائفلیں اور مرحوم ڈی ایس پی فردوس شاہ کا ریوالور بصورت ''آتشیں اسلحہ'' ان کا مقدر تھا۔

۶/مارچ ۱۹۵۳ء کو فوج نے مسجد وزیر خان سے ۶۱۰ رضا کاران کو گرفتار کر کے رات کی تاریکی میں ٹرک بھرے اور شہر کا چکر لگا کر بورسٹل جیل میں لا ڈالا۔ رضا کاران کی تلاشی ہوئی۔ ہر چیز چھین لی گئی۔ چند نوجوان چنوں کا راشن بچانے میں کامیاب ہوئے جو کوٹھڑیوں میں ساتھ لے گئے اور بعد میں یہ چنے بہت بڑا سہارا ثابت ہوئے کہ ۲۶ دن ان رضا کاران کو دو آدھ جلی چپاتیاں دونوں وقت ملتیں۔ جن کا ''قابل کھا'' صرف ایک تہائی حصہ ہوتا جو زندہ رہنے کے لیے تو کافی تھا مگر سیدھا کھڑا ہونے یا چلنے پھرنے کے لیے انتہائی ناکافی کیونکہ خود راقم الحروف کو کھڑے ہوتے ہی ''تارے گھومتے'' نظر آتے تھے۔

۲۶ دن کے بعد کورٹ مارشل ہوا۔ دوسطری ایک چٹ پر چارج شیٹ، مدعی ایک صوبیدار اور جج بلوچ رجمنٹ کے میجر انور نے ہلدی لگے نہ پھٹکری انصاف ہر حوالاتی پر نچھاور کرتے' کسی کو ۶ ماہ، کسی کو ۱۱ ماہ اور کسی کو ایک سال قید بامشقت سناتے سنٹرل جیل لاہور (موجودہ شادمان کالونی) بھیج کر بورسٹل جیل خالی کر دی۔ قیدی کہلوانے والوں نے بھی سکھ کا سانس لیا کہ کھانے کو دو روٹیاں ملنے لگیں جو بورسٹل جیل سے بہرحال بہتر تھیں۔ یہاں مونج کی بٹائی مقدر بنی۔ جو ایک کلو مونج دے کر چودہ چھٹانک رسی لینے کی شرط پر تھی۔ جسے چار ماہ تک میں نے ''سپیشلا ئیزیشن'' کے حوالے سے ''انجوائے'' کیا۔

رشوت سے اجتناب ضروری کہ اس پر جہنم کی وعید ہے مگر سفارش آور وہ بھی بے ضرر جس سے کسی کا حق تلف نہ ہو۔ میری خواہش کے بغیر میرے پیچھے جیل پہنچ گئی کہ ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ شیخ فرحت مجھے تلاش کرتے آئے کہ وہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند لگتے تھے۔ انہوں نے میرا نام پوچھا اور ساتھ ہی مونج سے آزادی کا اعلان کرتے کلرک بنا دیا۔ جس کے سبب مجھے جیل میں ہر سو گھومنے پھرنے کی آزادی ہو گئی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ شیخ صاحب کا پروموشن کا کیس تھا اور اُن سے صرف یہ تقاضا کیا گیا تھا کہ ''اندر'' ہمارا بندہ خوش رہنا چاہیے۔ حالاں کہ میں مونج بٹتے بھی خوش تھا۔ آزادی بہرحال خوشی میں اضافہ کرنے والی تھی مگر ساتھ کچھ دکھی کرنے والی بھی کہ پھانسی کوٹھڑیوں میں بند موت کے منتظر قیدیوں کی ''اُڑدی'' (کوٹھریاں صبح و شام بدلنے) کے لیے وہاں جا کر اُن کے دکھ میں شریک ہونا ہوتا تھا۔

اس آزادی کا بھرپور فائدہ اٹھاتے سب سے پہلے میں نے دیوانی گھر کا رخ کیا جہاں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

اور احرار کے دوسرے رہنما نظر بند تھے۔ایک صبح میں اس وقت دیوانی گھر میں داخل ہوا جب احرار کی مرکزی قیادت دستر خوان پر ناشتے میں مصروف تھی۔میرے سلام کا جواب دیتے ہی محترم سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجھے اپنے پہلو میں بیٹھنے کی دعوت دی۔میں بیٹھ گیا تو ہلکا سا تعارف پوچھا۔شفقت سے میری کمر پر ہاتھ پھیرتے حوصلہ سے قید کاٹنے کی نصیحت کے ساتھ بڑی محبت سے میرے منہ میں چند لقمے اپنے ہاتھ سے ڈالے اور اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر پیالی میرے سامنے رکھی۔ یہ میری پہلی ملاقات تھی۔

آج ۵۱ سال بعد جب پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو کمر پر سید مرحوم کے ہاتھ کا لمس، اُن کے ہاتھ سے حلق میں اترے چند نوالے اور چائے کی پیالی قیمتی اثاثہ نظر آتی ہے۔دستر خوان پر زعمائے احرار کی بات چیت جاری تھی۔ایک صاحب فرما رہے تھے کہ ہمیں معذرت کر کے جیل سے نکلنا چاہیے تا کہ باہر جا کر تحریک میں جان ڈالی جاسکے۔جب کہ اکثریت اس رائے کو مسترد کر رہی تھی اور میں اپنی جگہ سوچ رہا تھا کہ یہ تو معذرت کر کے باہر نکل جائیں گے لیکن شہداء کے خون کا حساب کون چکائے گا اور کیا عوام معذرت کرنے والے رہنماؤں کو قبول کر لیں گے؟اس حال میں سید محترم کا عزم چٹان کی طرح پختہ دیکھا گیا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مجھے حوصلہ دلاتے ماضی کا ایک واقعہ سنایا۔فرمانے لگے:ایک بار مولانا ظفر علی خان کے فرزند اختر علی خان بھی تمہاری عمر میں پہلی بار جیل آئے تھے۔ہم یہاں علمی ادبی مجلسیں سجاتے تھے۔ایک روز اختر علی خان کہنے لگے:شاہ صاحب!اپنی غزل سناؤں؟میں نے کہا ضرور سناؤ۔جب غزل شروع کی تو میں جان گیا کہ غزل کس کی ہے مگر اس کے باوجود ہر مصرعے پر خوب داد دی۔آخر میں جب شاعر کے نام والا مصرعہ آیا تو اختر جھجک گیا۔میں نے کہا لگا دو اپنا نام۔تو محفل کشتِ زعفران بن گئی مگر اختر مرجھا گیا۔پھر اسے حوصلہ دلایا کہ اس عمر میں ایسا ہوتا ہی ہے، غم نہ کرو۔

شاہ صاحب محترم نے اپنا ایک اور واقعہ سنایا کہ انگریز بہادر نے مجھ سے نجات حاصل کرنے کی خاطر بغاوت کا مقدمہ بنوانے کی سازش کی۔مجھے جیل میں ڈال دیا گیا۔ایک دن بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ عطاء اللہ!یہ تمہیں پھانسی لٹکانے کا سوچ رہے ہیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ اس وقت تمہارا دل گھبرائے چلو کسی روز پھانسی کا تختہ وغیرہ دیکھ تو لو۔ایک روز موقع مل گیا اور میں تختہ دار پر پہنچ گیا۔تختہ پر کھڑا ہو کر اوپر دیکھا کہ یہاں رسہ ہو گا جو گلے میں یہاں فٹ ہو گا۔پھر جلاد اس لیور کو کھینچے گا تو جھٹکے سے گرتے ہی گردن کا منکا ٹوٹ کر اس دنیا سے رشتہ توڑ دے گا۔بس اتنا سا تو مسئلہ ہے دل مطمئن ہو گیا۔مگر انگریز ہار گیا کیونکہ لدھا رام کا ضمیر جیت چکا تھا کہ اس نے بھری عدالت میں سچ کی گواہی دی جو مسلمان دیتے گھبراتے تھے۔میں جیل سے باہر آ گیا اور لدھا رام اندر چلا گیا۔

شاہ صاحبؒ کی کس کس بات کا تذکرہ کروں۔قرآن کی تلاوت فرماتے تو بلا مبالغہ یوں محسوس ہوتا کہ قرآن نازل ہو رہا ہے۔سامعین مسحور ہو جاتے اور ہر دل کے اندر یہ خواہش پیدا ہوتی کہ یہ تلاوت ہی کرتے رہیں۔ہوشیار پور

جب بھی جلسہ ہوتا۔شاہ صاحب کی آمد کا سن کر ایک سکھ آٹھ دس میل پیدل چل کر جلسہ میں ضرور پہنچتا۔کسی نے سوال کیا کہ سردار جی! جلسہ تو مسلمانوں کا ہوتا ہے۔آپ کیا لینے جاتے ہیں؟ سردار کہنے لگا: وہاں ایک نورانی چہرے والا بابا آتا ہے میں صرف اس کا قرآن سننے جاتا ہوں۔تلاوتِ قرآن ہی کے ضمن میں ایک اور روایت ہے کہ ایک بار جیل میں گئے تو ان کی کوٹھری جیل کے اس حصے میں بیرونی دیوار کے ساتھ تھی جہاں دوسری طرف ہندو سپرنٹنڈنٹ جیل کی کوٹھی تھی۔شاہ صاحب کا معمول تھا کہ وہ سحر کے وقت بآواز بلند وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا کا حق ادا کرتے۔لحن داؤدی کی مثال قائم کرتے،تلاوت فرماتے تھے۔جونہی آپ تلاوت کرتے ہندو سپرنٹنڈنٹ کی بیگم رونا شروع کر دیتی۔چار چھے دن کے بعد جب سپرنٹنڈنٹ اس نتیجے پر پہنچا کہ اس کا رونا شاہ صاحب کی تلاوت کا ردّعمل ہے تو شاہ صاحب کو دفتر میں بلا کر کہنے لگا کہ آپ صبح تلاوت کرتے ہیں تو میری بیوی رونا شروع کر دیتی ہے۔لہٰذا آپ تلاوت نہ کیا کریں۔شاہ صاحب نے فرمایا کہ تلاوت تو میرے رب کا حکم ہے،میرے رب کا کلام ہے بند نہیں ہوسکتی۔لہٰذا تم اپنی بیگم کا علاج کراؤ۔پھر شاہ صاحب نے اس کی عاجزانہ استدعا کے جواب میں خود ہی نسخہ تجویز فرمایا کہ میری کوٹھری جیل کے دوسرے حصے میں طے کر دو جہاں سے آواز نہ آئے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سطحی قسم کے عوامی لیڈر نہ تھے۔قرآن وسنت پر عامل رہنما تھے اور اسی وجہ سے نڈر بھی تھے،حق گو تھے،لوگ صرف یہ سمجھتے ہیں کہ وہ فرنگی اور فرنگی کے فرزند مرزا قادیانی کے دشمن تھے۔بلاشبہ وہ اُن کے دشمن تھے مگر وہ صرف حق وصداقت کے علمبردار ہونے کے ناتے دوستی اور دشمنی کا ایک معیار رکھتے تھے۔۱۹۳۶ء میں غالباً امرتسر میں مرزا بشیرالدین محمود نے جلسہ کرنے کی کوشش کی۔جسے ایک عالم دین کی سرکردگی میں چند جوشیلے مسلمانوں نے الٹ پلٹ دیا۔پولیس نے کارروائی کر کے گرفتاریاں کیں۔مقدمہ عدالت میں گیا تو جج صاحب نے کہہ دیا کہ اگر سید عطاء اللہ شاہ بخاری مجھے کہہ دیں تو مقدمہ خارج کردوں گا۔لوگ خوش ہوگئے کہ شاہ صاحب تو اپنے ہیں،وہ کہہ دیں گے۔سید محترم سے رابطہ کیا گیا تو آپ نے آنے والوں سے پوچھا کہ جلسہ شرارتاً تلپٹ کیا تھا یا اسلام کی خدمت میں؟ پھر خود ہی فرمایا کہ دیکھو اگر تو یہ شرارت تھی تو میرا شرارت سے کیا تعلق اور میں شرارت کرنے والوں کی سفارش کیوں کروں؟ اگر انہوں نے اسلام کی خدمت کی ہے تو اللہ تعالیٰ کے پاس ان صعوبتوں کا بہت اجر ہے اور کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں سفارش کر کے انہیں اس اجر سے محروم کردوں؟ آنے والا وفد اپنا سا منہ لے کر واپس چلا گیا۔سید محترم کا نکھرا کردار نہ اپنی ذات کے لیے نہ کسی کے لیے سفارشی سہاروں کا روادار تھا۔

سید مرحوم ومغفور کا یہ تاریخی جملہ جو ایک رات جلسہ عام میں سوتوں کو جگانے کے لیے فرمایا گیا تھا۔ان کی انکساری ،خالق کے ساتھ تعلق کا آئینہ دار ہے۔اپنے مخصوص انداز میں پہلے تین بار فرمایا کہ جب میں خالق کے سامنے پیش ہوں گا تو عرض کروں گا کہ میری جھولی میں وہ کچھ ہے جو آپ کے پاس نہیں ہے۔لوگ چونکے۔فرمایا: میں بندہ ہوں میری جھولی میں میری کوتاہیاں ہوں گی تو غفورالرحیم ہے مجھے معاف فرمادے۔

مولانا بزرگ رشید
(ری یونین، فرانس)

سید عطاء اللہ شاہ بخاری...... مسلم ہند کا خطیب بے دل

بحر ہند کے انتہائی جنوب میں واقع ماریشش کے قریب فرانس کے ماتحت ایک چھوٹا سا جزیرہ جسے ری یونین کہا جاتا ہے۔ وہاں کے دوست احباب کی دعوت پر مارچ ۲۰۰۶ء میں ۵ روز کے لیے جانے کا اتفاق ہوا۔ ری یونین میں بسنے والے مسلمانوں کی اکثریت ہندوستان کے صوبہ گجرات سے ہے ان کے آباواجداد ۲۰۰ سال قبل ملازمت کے سلسلے میں گجرات سے آئے تھے۔ یہاں تقریباً ۱۴ سے ۱۵ شہر ہیں۔ ہر شہر میں مسلمان ہیں۔ مسجد یں بھی بڑی خوبصورت بنائی ہیں۔ ایک دارالعلوم بھی ہے۔ سینٹ لوئس شہر میں ہندوستان گجرات ڈابھیل کے مدرسے سے تعلق رکھنے والے مولانا بزرگ رشید ایک عرصے سے مقیم ہیں۔ انہوں نے مجھے ۲۶؍جون ۱۹۳۶ء کے ایک رسالہ ''مسلم گجرات'' کی فوٹو اسٹیٹ دی جس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی گجرات آمد پر ایک شذرہ تحریر کیا گیا تھا۔ چونکہ وہ رسالہ گجراتی زبان میں تھا اس لیے انہوں نے خود ہی اس کا ترجمہ بھی لکھوایا ذیل میں مذکورہ شذرہ تحریر کیا جاتا ہے۔

(عبدالرحمٰن باوا۔ ڈائریکٹر ختم نبوت اکیڈمی۔ لندن)

بجلی کی زد میں آتے ہیں پہلے وہی طیور
جن کا چمن سرا میں بلند آشیانہ ہو

اس شعر کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ''سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہے'' ان کے بولنے کی جو ادا ہے وہ ان کو کئی بار جیل لے گئی۔ ایک نڈر لیڈر کی حیثیت سے جب بھی وہ گرفتار ہوئے ہر بار ہنستے ہوئے جیل گئے۔ بخاری کی خطابت کا ہی اثر ہے کہ ان کی قادیانی مخالف تحریک کی گرمی پنجاب میں خصوصاً اور مسلم ہند میں عموماً تیزی سے پھیل رہی ہے۔ ان کا یہ کارنامہ بطور یادگار تحریر کیا جا سکتا ہے۔

بیان پر قابو رکھنے والا دلوں پر حکومت کرتا ہے۔ زبان کا جادو، حق بات کی تبلیغ اور سچائی کا پرچار کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ ایسی توفیق صرف ایسے فرد کا مقدر ہوتی ہے، جو خدمت خلق کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ پھر ایسا شخص نہ صرف اس ماحول کو زندہ رکھتا ہے بلکہ اس مقصد کے لیے خود بھی زندہ رہتا ہے۔ ایسا شخص لاکھوں میں ایک ہوتا ہے۔ اور زمانے میں کبھی کبھی پیدا ہوتا ہے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری پنجاب کے مشہور احرار لیڈر ہیں۔ جن کو سننے کے لیے لوگ بے تاب ہیں اور سننے والا اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہے کیونکہ امت اور ملک ایسے سحر انگیز خطیب کے بغیر جیتی ہے۔ شاہ صاحب آج گجرات تشریف لائے ہیں اور سورت ضلع کے مسلمان ان کے خیالات سننے کے لیے خوشیاں منا رہے ہیں۔

قوم کی ترقی اور ملک کی آزادی کے لیے جدوجہد، ان کی زندگی کا نصب العین ہے۔ احرار جماعت کا پنجاب اور یو پی میں خاص اثر ہے۔ اور وہ اپنے اس مشن میں کامیابی کے ساتھ آگے ہی بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ پنجاب میں قادیانی مخالف جو تحریک چل رہی ہے۔ اس کا کامیاب ہونا شاہ صاحب کا ہی احسان ہے۔ شہید گنج تحریک مجلس احرار اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خوف زدہ ہو کر پنجاب کے ٹوڈی حکمرانوں نے چلائی ہے، جس کا مقصد سکھوں سے مسجد کا حصول نہیں بلکہ احرار کو نقصان پہنچانا ہے۔ حالانکہ احرار جو ملک وملت کی بہترین خدمت بجا لا رہے ہیں شاید ہی اس کا کوئی انکار کر سکے۔

’’مسلم‘‘ گجرات جون ۱۹۳۶ء کے اس تاریخی صفحے کا عکس، جس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی شخصیت پر گجراتی زبان میں شذرہ درج ہے

Tel. Add: "MUNADI

મુસ્લિમ ગુજરાત

તંત્રી : અઝીઝુદ્દીન એફ. સૈયિદ
મુનાદી

વાર્ષિક લવાજમ
હિન્દ માટે—રૂા. ૪
પરદેશ માટે રૂા. ૬
(નવ શીલીંગ)
છ માસિક :
હિન્દ માટે રૂા. ૨॥
પરદેશ માટે રૂા. ૩॥
છુટક નકલ :—પાંચ પૈસા.

વર્ષ ૨ જું—સપ્તાહ ૩૧ મો

શુક્રવાર ૧ લી રબી. આખિર ૧૩૫૫
૨૬ મી જુન ૧૯૩૬

મુદ્રક અને પ્રકાશક :—
અબ્દુલ્લાહ ફખરૂદ્દીન સૈયિદ
મુદ્રણ અને પ્રકાશન સ્થળ:—મુસ્લિમ-ગુજરાત પ્રેસ, આ.આતાલાબ રોડ, સુરત.

વ્યવસ્થાપક :—
મુહમ્મદ ઉસ્માન
"કમેર" માસિકના તંત્રી.

મુસ્લિમ-હિન્દનો અજોડ વાણી-વીર ગુજરાતમાં

પંજાબના અહરારી આગેવાન ✻ હિન્દના અજોડ વક્તા

મવ. સૈયિદ અતાઉલ્લાહ શાહ બુખારી

જિન્દગીઓ ઝદમેં આતે હૈં પહુંચે તુઝકી દુરૂર,
જો ઇસ ચમન સરામેં બુલન્દ આશિયાં રહે!

ઇકબાલના આ બોલના, સૈયિદ અતાઉલ્લાહ શાહ બુખારી એક જીવતા જાગતા પુરાવા રૂપ છે. વાણી ઉપરનો તેમની સરદારી તેમને અનેકવાર જેલ લઇ ગઇ છે! અને એક નિડર લીડરને છાજે તેમ તેઓ, જેટલી વાર છુટયા છે તેટલી વાર હસતે ચહેરે જેલ ગયા છે.

કાદિયાનીઓ વિરુધ્ધની તેમની ચળવળ પંજાબમાં ઉશ્કેરાટ અને મુસ્લિમ-હિન્દમાં ઉત્પન્ન ગરમીથી જે પરિસ્થિતિ પહોંચી છે તે બુખારીની વાણીની અસરના એક ઉત્તમ દ્રષ્ટાંત તરીકે ગણી શકાય છે.

"ઈન્ન મિનલ બયાનિ લસિહ્રા!"

[સાચેજ, વાણીમાં જાદુ છે!]

બયાન (વાણી) ઉપર કાબૂ ધરાવનાર દિલો ઉપર હુકૂમત કરે છે; "વાણીનો જાદુ", હક્કની તબ્લીગ અને સત્યના પ્રચારનું ઉત્તમોત્તમ સાધન છે. એ કુદરતી બક્ષીસ જેની તકદીરમાં હોય છે તે, ખલ્કની ખિદમત માટે ખુદાના ફરિશ્તા જેવો તકીઓ લ્હાવો લઇને આવે છે. તે વાતાવરણ જીવતું તથા લોક-લક્ષ જાગતું રાખે છે અને લાખોની તમન્ના "લબ્બયક!" તેના એક બોલ માટે તલસતી રહે છે. પરંતુ, એવા હોય છે લાખોમાં એકજ અને તેઓ પાકે છે યુગોમાં કદી કદાચજ.

સૈયિદ અતાઉલ્લાહ શાહ બુખારી-પંજાબના મશહૂર અહરારી અગ્રેસર-એવા એક છે. તેમને સાંભળવાનું નસીબ મેળવનાર ખરેખર, પોતાને નસીબવંત કહેવડાવી શકે છે; કારણ કે ઘણી વાર પ્રજાઓ અને દેશો, એવા જાદુ બયાન ખતીબો (વક્તાઓ) વિનાજ જીવે છે અને જીવતી છતાં, મરેલાઓ જેવું જીવન પસાર કરે છે-મુર્દા દિલીમાંજ સબડયા કરે છે.

શાહ સાહબ આજે ગુજરાતમાં તશરીફ લાવ્યા છે અને સુરત જિલ્લાના મુસલમાનો તેમના વિચારો અને અભિપ્રાયોનું મનન કરી રહ્યા છે.

કોમની તરક્કી અને મુલ્કની આઝાદી માટેની કોશિશો, તેમની જાહેર જિન્દગીનું ખાસ સ્વરૂપ છે. તેમનો અહરાર પક્ષ પંજાબ અને યુ. પી. માં ખાસ અસર ધરાવે છે અને પોતાના મજકૂર હેતુઓની પ્રવૃત્તિઓ જોરશોરથી આગળ ધપાવે છે. પંજાબમાં કાદિયાનીઓ વિરુધ્ધ પ્રજાની લડત મુસ્લિમ લોક-મતનું અપૂર્વ ઉત્થાન શાહ સાહબના વાણી-પ્રભાવને ઘણે અંશે આભારી છે. શહીદગંજની ઝુંબેશને અંગે પંજાબી મુસલમાનોમાં માંહોમાંહે જાગેલ કમનસીબ ખટપટોને કોરે મૂકીએ તો, અહરારો મુલ્ક અને મિલ્લતની સુન્દર સેવા બજાવી રહ્યા છે એની કોઇ બાગેજ ના કહેશે.

گفتگو: پروفیسر حافظ سید محمد وکیل شاہ
ضبطِ تحریر: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

شاہ جی کی باتیں...... کچھ بھولی بسری یادیں

تعلیمی بورڈ ملتان کی ملازمت کے دوران، راقم کا زیادہ عرصہ سیکریسی برانچ میں گزرا۔ وہاں اکثر اساتذہ کرام سے واسطہ رہتا۔ حسن اتفاق کہ جب میں ڈپٹی کنٹرولر کی سیٹ پر کام کر رہا تھا، محترم پروفیسر سید محمد وکیل شاہ صاحب (حضرت امیر شریعت کے فرزند نسبتی) چیف سیکریسی آفیسر کے طور پر اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ فارغ اوقات میں اکثر میں شاہ صاحب سے درخواست کرتا کہ براعظم ایشیاء کے عظیم خطیب سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی کوئی بات سنائیں۔ یہ یادداشت شاہ صاحب کی اسی دور کی گفتگو پر مشتمل ہے۔

☆......☆......☆

- ''کتاب'' ''آوازِ دوست''، میں جناب مختار مسعود جہاں شاہ جیؒ سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہیں، وہاں انہوں نے تحریر کیا ہے کہ شاہ جی کے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا۔ وکیل شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ شاہ جی کے ساتھ جانے والا وہ نوجوان میں ہی تھا۔
- سابق گورنر پنجاب اختر حسین کے دور کی بات ہے۔ شاہ جی کی بیماری جب بڑھ گئی تو انہیں نشتر ہسپتال ملتان میں داخل کرا دیا گیا۔ روزانہ بیسیوں لوگ آپ کی عیادت کے لیے آتے۔ جن میں ملک کے نامور ادیب، شاعر، سیاست دان علماء، وکیل، طلباء سبھی شامل ہوتے۔ ایک دن مشہور کمیونسٹ سبط حسن اور ظہور نظر، شاہ صاحب سے ملنے آئے۔ اتفاق سے اس وقت مولوی زرین خان، شاہ صاحب کے پاس بیٹھے تھے۔ سبط حسن نے کہا: ''شاہ جی! آج تو اللہ کا فضل ہے۔ آپ کی صحت بہتر لگ رہی ہے۔'' زرین خان بولے: ''شاہ جی! آج تو واقعی اللہ کا فضل ہے کہ کمیونسٹ بھی مان گئے ہیں، اللہ کا فضل ہے۔'' شاہ جی بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ تکلیف کے باوجود طبیعت میں شگفتگی تھی۔ ظہور نظر سے کہنے لگے: ''یار! کچھ سناؤ۔'' ظہور نظر نے کہا: ''میں تو پہلے کی طرح آپ کے اوپر سر رکھ کر سناؤں گا۔'' پھر ظہور نظر نے ایک نظم سنائی اور کہنے لگے: ''شاہ جی! اگر آپ ہمارے ساتھ مل جاتے تو آج آپ کا یہ حال نہ ہوتا۔'' شاہ جی نے برجستہ کہا: ''ظہور نظر! اگر تم ہمارے ساتھ مل جاتے تو تمہارا ابھی آج یہ حال نہ ہوتا۔''
- ایم ڈی تاثیر اور فیض احمد فیضؔ ہم زلف تھے۔ دونوں کی بیگمات دو انگریز بہنیں تھیں۔ تاثیر اور فیض کے ساتھ، شاہ جی کی ادبی گفتگو رہتی۔ ایک محفل میں تاثیر کی بیگم چائے لے کر آئی۔ شاہ جی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا: ''بیٹی! کیا

حال ہے؟'' پھر تو وہ بار بار آتی اور پوچھتی رہی: ''اور کسی چیز کی ضرورت؟ اور کسی چیز کی ضرورت؟'' شاہ جی نے تاثیر سے کہا: 'یار! اس سے جان چھڑاؤ۔ بار بار آتی ہے کوئی بات ہی نہیں کرنے دیتی۔'' تاثیر نے کہا: ''آپ نے ہی اسے بیٹی کہا' اب خود ہی بھگتیں۔ یورپ میں اسے کسی نے بیٹی کے لفظ سے کہاں پکارا ہوگا!''

- شاہ جی قیامِ پاکستان سے قبل کا واقعہ سناتے کہ ایک دفعہ ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں قید تھے۔ سپرنٹنڈنٹ جیل آپ کے رویے سے اتنا متاثر ہوا کہ ایک عرصہ آپ کو رات گھر چھوڑ کر جاتا اور صبح لے جاتا رہا۔

- شاہ جی جب بھی لاہور جاتے۔ پطرس بخاری، ایم ڈی تاثیر، صوفی تبسم، عبداللہ بٹ سب اکٹھے ہو جاتے۔ ایک دن محفل جمی ہوئی تھی کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ شاہ جی نے کہا: ''آؤ یار! نماز ہی پڑھ لیں۔'' سارے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ پطرس بخاری نے کہا: ''آؤ یار! پڑھ ہی لیں۔ لگتا ہے شاہ جی ہمیں پکڑ پکڑ کر جنت میں داخل کرانا چاہتے ہیں۔''

- ایک دفعہ جیل میں شاہ جی کی ایک سکھ سے دوستی ہوگئی۔ شاہ جی کا اپنا کردار، علم و فضل، خداداد صلاحیت اور اس پر مستزاد مؤثر گفتگو۔ سکھ اتنا متاثر ہوا کہ دوسرے سکھ قیدی سمجھنے لگے کہ یہ مسلمان ہو جائے گا۔ وہ شاہ جی کو مارنے پر تل گئے۔ ایک دن شاہ جی کے پاس آئے تو آپ نے کہا: ''تم جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہو کرلو۔ میری گردن بھی حاضر ہے۔ بے شک مجھے ماردو۔ مرنے کے بعد بھی ہماری دوستی قائم رہے گی' شاید اسے ہدایت نصیب ہو جائے۔''

- شاہ جی جیل میں تھے۔ ماہ رمضان آ گیا۔ مسلمان قیدیوں نے فیصلہ کیا کہ اذان اور نماز با جماعت کا اہتمام کریں گے۔ نماز کے وقت کسی نے اذان دے دی۔ سپرنٹنڈنٹ نے اسے سزا دی۔ ایک قیدی یہ بات گزرتے ہوئے شاہ جی کو بتا گیا شاہ جی نے نماز عشاء کے بعد جیل کے صحن میں کھڑے ہو کر اذان دینی شروع کر دی اور پھر اذان پہ اذان دیتے رہے۔ جیل میں اگر کوئی ''انقلاب زندہ باد'' کا نعرہ لگا دیتا تو ہنگامی حالت نافذ ہو جاتی۔ سارا عملہ متحرک ہو جاتا۔ اس روز شاہ جی کی اذانوں نے ایسی ہی صورت حال پیدا کر دی۔ آخر سپرنٹنڈنٹ جیل کے ہاتھ باندھ کر معذرت کرنے پر شاہ جی نے اذان بند کی۔ پھر اس نے اذان کی مستقل اجازت دے دی۔ شاہ جی نے اس سے کہا:

''تم نے ہمیں اتنا ہی بزدل سمجھ رکھا تھا!''

- شاہ جی حد درجہ مہمان نواز، وضع دار اور خوش اخلاق تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے پاس اگر کوئی مرزائی بھی آجاتا تو خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ اس کی خاطر تواضع کرتے اور کہتے کہ آیا کریں۔ بات پسند آئے تو مانیں ورنہ کوئی زور نہیں، مجھے مرض سے نفرت ہے' مریض سے نہیں۔

- میانوالی جیل کا واقعہ ہے۔ شاہ جی بیان کیا کرتے کہ میں نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ بلند آواز میں پڑھتا رہا۔ آدھی رات کا سماں اور چودھویں کا چاند' ایک کیفیت مجھ پر وارد تھی۔ سپرنٹنڈنٹ جیل جو ہندو تھا۔ تلاوت سنتا اور روتا رہا۔ اس پر رقت طاری تھی۔ شاہ جی کہتے' مجھے اس وقت پتہ چلا' جب میرے پیچھے کسی نے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور کہا:

''شاہ جی! بس کریں' اب کلیجہ پھٹتا ہے' مزید سننے کی سکت نہیں۔''

- حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ۱۹۳۰ء میں سنٹرل جیل ملتان میں قید تھے۔ انہی دنوں وہ شدید علیل ہوئے تو شاہ جی نے اپنے آپ کو اُن کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ شاہ جی اکثر فرماتے: ''میری مغفرت کے لیے یہی کافی ہے کہ مجھے حضرت مفتی کفایت اللہ کی خدمت کرنے کا موقع ملا ہے۔''
- ایک دفعہ عبدالمجید سالک نے روزنامہ ''انقلاب'' میں شاہ جی کے خلاف کوئی جھوٹی بات شائع کر دی۔ شاہ جی نے سالک سے گلہ کیا۔ سالک نے کہا: ''شاہ جی! میں آپ کے خلاف لکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔'' پچیس سال بعد پطرس بخاری، ایم ڈی تاثیر اور صوفی تبسم نے صلح کے لیے شاہ جی اور سالک کو ایک دعوت پہ اکٹھا کیا۔ سالک نے شاہ جی سے کہا: ''ظالم! تو نے میری زندگی کی ربع صدی ضائع کر دی۔'' پھر رات بھر دریائے راوی کے کنارے شعر و شاعری ہوتی رہی:

اک بے وفا کا شہر تھا اور وہ تھے دوستو
راتوں کا پچھلا پہر تھا اور وہ تھے دوستو

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

سلیم الیکٹرونکس
ڈاؤلینس ریفریجریٹر
اے سی سپلٹ یونٹ
کے بااختیار ڈیلر
Dawlance
ڈاؤلینس لیا تو بات بنی
061-4512338
4573511
حسین آگاہی روڈ ملتان

پروفیسر افتخار حسین شاہ

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خوش گفتاری

افسوس ہے کہ میں بخاری مرحوم کے خطبات کا اُن کے ساحرانہ خطابت کے سنہری دور میں اپنی کچھ سستی اور کچھ تجاہل اور تغافل کی وجہ سے سامع نہ بن سکا۔ میں نے ۱۹۴۶ء میں میٹرک کا امتحان جس سکول سے پاس کیا' اُس میں مشہور مسلم لیگی رہنما اور مقرر مولانا بشیر احمد اخگر میرے پسندیدہ استاد تھے۔ اُن کے زیر اثر مسلم لیگ سے محبت اور دوسری جماعتوں سے نفرت کی صورت پیدا ہوگئی۔ ایک سال پہلے بڑے بھائی ریاض حسین شاہ اسلامیہ کالج (لاہور) میں داخل ہوکر سائنسی تجربات پر سیاسی تجربات کو ترجیح دیتے ہوئے مسلم لیگ کا علم بلند کرنے میں مصروف ہو چکے تھے۔ اُن کی پیروی میں جب بھی اسلامیہ کالج میں داخل ہوا تو کالج ہی نہیں پورے شہر لاہور میں مسلم لیگ کا غلبہ دیکھ کر مسلم لیگ کے حق میں نعرے بازی کا اعلان کرنے لگا اور پروفیسر علامہ علاء الدین صدیقی کو سب سے بڑا مقرر سمجھنے لگا۔ نوعمر مقررین میں سے سید قاسم رضوی اور شباب مفتی نمایاں ہوتے نظر آئے۔ کسی دوسری جماعت کا مقرر کشش کا باعث نہ بنا۔

قیامِ پاکستان کے بعد اسلامیہ کالج پہلے سے بھی زیادہ سیاسی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا۔ بعض طلباء ریفیوجی کیمپوں میں کام کرنے لگے۔ اس صورتِ حال سے بعض طلباء اپنے تعلیمی مقاصد کے حصول میں ناکام ہو گئے۔ مثلاً میرے بڑے بھائی والدین کی خواہش کے مطابق ڈاکٹر نہ بن سکے......ایام ذاتی نوعیت کے نقصانات کے علاوہ کھوٹے سکوں کی حقیقت منظر عام پر آنے کے بعد میں مسلم لیگ ہی نہیں' سیاسی سرگرمیوں سے متنفر ہو گیا اور ادب میں دلچسپی بڑھ گئی۔ لیکن سردار عبدالرب نشتر اور میاں عبدالباری جیسے مخلص معززین کے اثرات پھر بھی باقی رہے۔ اخبارات اور رسائل کا مطالعہ کرنے کے نتیجہ میں مولانا ابوالکلام آزاد، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ظفر علی خاں، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، علامہ مشرقی، مولوی عبدالحق، مولانا صلاح الدین احمد، علامہ حافظ کفایت حسین، مولانا داؤد غزنوی اور شورش کاشمیری جیسے نام ور مقررین اور خطیبوں کے نام سامنے آئے اور بعض نے متاثر کیا۔

۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۳ء تک یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور میں ایم اے اردو اور ایم اے فارسی کے امتحانات کی تیاری کے لیے پڑھتا رہا اور بالخصوص اودھ پنچ لکھنؤ کے مدیر منشی سجاد حسین کے متعلق اپنا ایم اے کی سطح کا تحقیقی مقالہ لکھنے کے لیے جب لاہور کے ادیبوں اور صحافیوں کے مشوروں سے استفادہ کے مواقع ملے اور مطالعہ وسیع ہوا تو آزاد کی ''غبارِ خاطر'' دل کشا ثابت ہوئی۔ شورش کی حق گوئی اور بے باکی نے ہفت روزہ ''چٹان'' کو قابل توجہ بنایا اور تحریک پاکستان سے بڑھ کر تحریکِ آزادی کے جاں نثاروں کی خدمات قابل ستائش نظر آئیں۔ اس طرح سے تقابلی اور تجزیاتی نقطۂ نظر سے جب اپنے اکابرِ ملت کی عظمت شناسی کا شعور بیدار ہوا تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی اپنے دل کی بیماری کے معالج نظر آئے۔

حسن اتفاق سے ۱۹۵۸ء میں مجھے گورنمنٹ ایمرسن کالج ملتان میں لیکچرر مقرر کر دیا گیا اور میں اس شہر میں پہنچ گیا، جس کی وجہ شہرت ہر حلقہ میں ''گرد وگرما، گدا وگورستان'' کے علاوہ عطاء اللہ شاہ بخاری بھی بن چکے تھے۔ ان دنوں میں ایمرسن کالج کے شعبۂ اردو کے سربراہ پروفیسر ملک بشیر الرحمٰن تھے، جو کہ محکمہ تعلیم سے وابستہ ہونے سے پہلے محکمہ پولیس میں ملازم رہے تھے، جب وہ قیام پاکستان سے پہلے امرتسر میں محکمہ پولیس میں اپنے فرائض ادا کر رہے تھے تو بخاری صاحب کا جوشِ خطابت ان کے فرائض منصبی پر غالب آ گیا تھا اور وہ بخاری صاحب کے گرویدہ ہو چکے تھے۔ اس تعلق خاطر کی وجہ سے ملتان میں وہ بخاری صاحب کے حضور میں اکثر حاضر ہوتے رہتے تھے۔ ایک دن میں بھی ان کی رفاقت میں دنیائے خطابت کے بے تاج بادشاہ کے دولت کدے پر حاضر ہو گیا۔ مجھے توقع تھی کہ اس دور کے قومی سطح کے دوسرے خطیبوں، صحافیوں، ادیبوں اور دانشوروں کی طرح بخاری کا گھر بھی خواص کے معیار کے مطابق ہوگا لیکن حقائق خلافِ توقع سامنے آئے، عوامی آبادی میں عوامی رنگ کی ایک ایسی رہائش گاہ دیکھنے کو ملی، جس میں دولت کی نشاندہی دشمن بھی نہ کر سکے۔ البتہ اس گھر کو دانشکدہ تسلیم کرنے میں کسی کو اعتراض نہ تھا۔ کیونکہ گفتار اور کردار کے اعتبار سے دانش کدہ میں بسنے والے علم و فضل کی دولت سے مالا مال تھے، کمرہ میں داخل ہوئے تو ایک بوریا نشین درویش نے مسکراتے ہوئے استقبال کیا، میرے رسمی تعارف کے بعد جلد ہی اجنبیت کا احساس ختم ہو گیا اور اپنائیت محسوس ہونے لگی۔

جب بے تکلفی کا ماحول پیدا ہو گیا تو ماضی کا قصہ چھڑ گیا اور امرتسر کی باتیں ہونے لگیں۔ جن سے ہر لمحہ بخاری صاحب کی حاضر دماغی اور خوش گفتاری کا ثبوت ملتا تھا، ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: امرتسر شہر کے قریب ایک باغ میں جلسہ ہو رہا تھا اور میری تقریر جاری تھی کہ کسی شر پسند نے جلسہ کو ناکام بنانے کے لیے باغ میں موجود شہد کی مکھیوں کے چھتوں کو چھیڑ دیا۔ مکھیاں اڑتے ہوئے سامعین پر حملہ آور ہونے والی تھیں کہ میں نے آنے والے خطرہ کو فوراً بھانپ لیا اور سامعین کو یہ مشورہ دیا کہ بھاگ دوڑ سے کام نہ لیں اور جہاں جس حالت میں ہیں بت بن جائیں، حرکت کا مظاہرہ نہ کریں، مکھیاں واپس چلی جائیں گی، مشورہ کا نتیجہ خاطر خواہ نکلا اور مکھیاں بے حس بت دیکھ کر واپس اپنے چھتوں میں پہنچ گئیں، اس طرح سے دشمن ناکام رہا اور جلسہ کامیاب رہا۔

ایک دوسری نشست میں لاہور منعقد ہونے والے جلسہ کی روداد سناتے ہوئے فرمایا کہ: جلسہ منٹو پارک میں ہونے کا اعلان کیا گیا تو جلسہ والے دن مقررہ وقت سے چند گھنٹے پہلے حکومت نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے جلسہ ممنوع قرار دے دیا۔ میں نے منتظمین کو بلا تاخیر یہ پروپیگنڈہ عام کرنے کا حکم دیا کہ جلسہ دریائے راوی کی دوسری طرف مقبرہ جہانگیر کے قریب ہوگا۔ واضح رہے کہ مقبرہ جہانگیر شاہدرہ میں اور شاہدرہ ضلع شیخوپورہ میں ہے، جس پر لاہور سے متعلق ممانعت کا حکم اثر انداز نہیں ہوتا تھا، اس سے پہلے کہ شیخوپورہ کا ڈپٹی کمشنر دفعہ ۱۴۴ نافذ کرتا۔ ہم اپنا جلسہ منعقد کرنے میں کامیاب ہو گئے، منٹو پارک سے مقبرہ جہانگیر چونکہ دور نہیں تھا، اس لیے سامعین آسانی سے چند منٹوں میں نئی جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔

تیسری بار بخاری صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو ڈیرہ غازی خان میں منعقدہ ایک جلسہ کی روداد اس طرح سنائی کہ دیہاتی ماحول میں جلسہ ہو رہا تھا اور میں شب معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے وقت کی رفتار رُک جانے کا ذکر کر رہا تھا اور محسوس یہ ہو رہا تھا کہ مخاطبین کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تو میں نے یہ مصرع پڑھا:

تیرے لونگ دا پیا لشکارا تے ہالیاں نے ہل ڈک لئے

سامعین کو بات سمجھ آ گئی تو میں نے کہا کہ اگر دنیاوی محبوب کا ایک معمولی زیور ناظرین کو وقت کی قید سے آزاد کر سکتا ہے تو محبوبِ حقیقی کے جلوہ سے وقت کی رفتار کیوں نہیں رُک سکتی۔

سامعین کی سطح پر خطاب کرنے سے خطاب دلچسپ ہی نہیں موثر بھی بن گیا۔

پروفیسر ملک بشیر الرحمٰن کا بیٹا ممتاز الرحمٰن اُنہی ایام میں مسلم ہائی سکول (ملتان) میں پڑھتا تھا۔ اسے سکول میں تقریروں کے مقابلہ میں حصہ لینا تھا، ملک صاحب اسے اور مجھے ساتھ لے کر ایک دن بخاری صاحب کی خدمت میں پہنچ گئے۔ بخاری صاحب نے ممتاز کی تقریر سن کر شاباش دی۔ اور فرمایا کہ بیٹا بے خوف ہو کر تقریر کرنا تمہارا مقابلہ بخاری سے نہیں۔ اپنے جیسے طلباء سے ہے۔ حوصلہ افزائی کے ان الفاظ سے ممتاز میں بلاشبہ اعتماد پیدا ہو گیا اور مقابلہ میں انعام حاصل کر لیا۔

ایک دن حاضر ہوا تو بخاری صاحب نے یہ شعر سنایا اور ساتھ ہی فارسی میں توضیحی اشارے بھی فرمائے:

ہر کہ شد محرم دل درحرم یار بماند
وآنکہ ایں کارندانست درآں کا ربماند

....

درمصرع اوّل اشارت است عاشق کامل ودر مصرع ثانی بعالم
عامل یعنی شخصیکہ محرمِ دل خورشید، درحرم یار بماند داخل
حرم یارشدوآنکہ ایں کارندانیست ، دل خود را نشناخت
وازاسرارِ آں وقف نشد و حقیقت معلوم فکرو درآں کار
باز بماند، اشارہ است بہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

یہ شعر اور اس کی تشریح اسی طرح میری ۵۹۔۱۹۵۸ء کی ڈائری میں درج ہے۔ شاعر کا نام نہیں لکھا ہے۔

اس طرح سے جو تین چار بار بخاری صاحب کے دانش کدہ میں حاضر ہونے کے مواقع ملے ان میں بخاری صاحب اور ان کے بیٹوں کے متعلق قناعت پسند اور رکھ رکھاؤ نہ ہونے کا پہلو بہت نمایاں نظر آیا، اُنہی دنوں میں ملتان کے ڈپٹی کمشنر مختار مسعود تھے، وہ علم وادب میں بھی خاص دلچسپی رکھتے تھے، تحریک پاکستان اور تاریخ سے بھی انہیں گہرا لگاؤ تھا۔

منشی عبدالرحمٰن نے مختار مسعود اور بخاری صاحب کی ملاقات کا اہتمام کیا۔عندالملاقات مختار مسعود نے بخاری صاحب کو بعض مراعات کی پیشکش کی جو قبول نہ کی گئی اور درویش خدامست ہونے کا بھرم رکھا۔مختار مسعود نے اس حقیقت کا اعتراف اپنی تصنیف ''آواز دوست'' میں بھی کیا ہے۔

میں بیالیس سال سے ملتان میں مقیم ہوں،اور مختلف حلقوں میں میرا آنا جانا رہا ہے لیکن کسی حلقہ میں آج تک میں نے نہیں سنا کہ بخاری صاحب نے کسی وڈیرے سیٹھ یا بااثر افسر کی مالی منفعت کے حصول کے لیے خوشامد کی ہو یا کسی کے رعب ودبدبہ کی وجہ سے حق گوئی سے کام نہ لیا ہو،اس کے ساتھ ہی ان کے کردار کا یہ پہلو بھی قابل ستائش نظر آیا کہ وہ کسی کی غیر حاضری میں اس کے خلاف کوئی بات نجی نوعیت کی محفلوں میں کہنے سے گریز کرتے تھے،ان کے اختلاف اصولی اور نظریاتی نوعیت کے ہوتے تھے،جن کا برملا اظہار سب کے سامنے جلسوں میں ہوتا تھا۔

بخاری صاحب کی باتیں چونکہ بے باکانہ اور بے ساختہ انداز میں دل سے نکلتی تھیں،اس لیے دلنشیں ثابت ہوتی تھیں۔گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ کالج کے سابق پروفیسر مرزا غلام حیدر کو قیام پاکستان سے پہلے امرتسر میں بخاری صاحب کے خطبات سے فیض یاب ہونے کے مواقع ملتے رہے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ غیر مسلم بھی اکثر بخاری صاحب کی تقریر سننے کے لیے جلسہ گاہ میں پہنچ جایا کرتے تھے اور ان کی خوش گفتاری اور حق گوئی سے متاثر ہوا کرتے تھے۔بعض پولیس ملازمین جن کی انگریز دشمنی کے سلسلہ میں بخاری صاحب کی تقریر کے متعلق رپورٹنگ کی ڈیوٹی لگائی جاتی تھی۔وہ اپنی ملازمت خطرہ میں ڈال لیتے تھے لیکن بخاری صاحب کے خلاف رپورٹ نہیں لکھتے تھے۔وہ ان کے خطبات سن کر ایک طرح سے ان کے مرید بن جاتے تھے۔ایک مرید پروفیسر ملک بشیر الرحمٰن کا تذکرہ پہلے ہو چکا،جن کی وساطت سے میں ان کے حضور میں پہنچتا تھا۔ایک دوسرے مرید کا سراغ مشہور شاعر اور ادیب حمید نسیم سابق ڈائریکٹر جنرل ریڈیو پاکستان کی آپ بیتی ''ناممکن کی جستجو'' کا مطالعہ کرتے ہوئے ملا،ان کے والد بزرگوار چودھری عبدالعزیز اور خود حمید نسیم بھی بخاری صاحب کے بہت بڑے مداح تھے،تیسرے مرید کے متعلق اس طرح معلوم ہوا کہ چند ماہ پہلے پروفیسر ضیاء الحق کے والد محترم وفات پا گئے تو تعزیت کے لیے جانے پر معلوم ہوا کہ مرحوم کا جنازہ مرحوم کی وصیت کے مطابق بخاری صاحب کے داماد پروفیسر وکیل شاہ نے پڑھایا تھا اور مرحوم محکمہ پولیس میں ملازم رہے تھے۔دوران ملازمت بخاری صاحب کے خطبات سن کر ان کے دلدادہ بن چکے تھے۔مجلس احرار کے مشہور راہنما چودھری افضل حق بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی تھی۔پولیس انسپکٹر تھے۔تحریک خلافت میں بخاری صاحب کی تقریر نوٹ کرنے آئے اور بخاری صاحب کی سچی باتوں سے متاثر ہو گئے۔ملازمت سے استعفیٰ دے کر بخاری صاحب کے دستِ راست بن گئے۔

میرا خیال ہے کہ مغرب پرستی کے خلاف اور اسلام اور مشرق کی عظمت شناسی کے سلسلہ میں تحقیقی کام میں جتنا اضافہ ہوگا،بخاری صاحب جیسے حریت پسند اور شمع آزادی کے پروانہ کی خدماتِ جلیلہ کا اعتراف بڑھ جائے گا۔

انوار صدیقی الہ آبادی

جشنِ آزادی

اک طرف بیسن کی روٹی اور لاہوری نمک
کیک اور بسکٹ اڑایا جا رہا ہے اک طرف

اک طرف اُجڑی ہوئی سنسان بستی کا سماں
رنگ محفل کا جمایا جا رہا ہے اک طرف

اک طرف ہے دعوتوں میں شیر مال اور قورما
بھوکے پیاسوں کو سلایا جارہا ہے اک طرف

اک طرف تپتا ہوا فٹ پاتھ ہے، فاقے بھی ہیں
توند پر مکھن لگایا جا رہا ہے اک طرف

اک طرف ساقی ہے، مے ہے اور برہنہ رقص ہے
چیتھڑوں سے تن چھپایا جا رہا ہے اک طرف

اک طرف دستِ غریباں اور پیسوں کی صدا
چاندی اور سونا اڑایا جا رہا ہے اک طرف

اک طرف مظلوم و بیکس چیخیں اور آہ و بکا
جشن آزادی منایا جا رہا ہے اک طرف

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

نویں تہذیب

ایس مغربی تہذیب دے میں گیت گا لواں
ٹونی بلیر ، بش نوں وی اپنا بنا لواں

کڈھ دا اے گالاں بیٹھ کے منبر تے مولوی
چھیتی میں اینوں درس توں روکاں تے ساہ لواں

اے برقعہ پوش عورتاں نوں ٹھاک ہوڑ کے
روشن خیالیاں دیاں نکراں پوا لواں

اللہ دے مصطفیٰ ﷺ دی مینوں لوڑ کوئی نئیں
میں ''مصطفیٰ کمال'' دا ڈنکا وجا لواں

مذہب پسند لوک وی تُمے دا زہر نیں
پہلاں میں ایناں زہریاں دا بی مُکا لواں

حبیبؔ ! میرے ہتھ چوں کنگھی نہ کھو لویں
معشوق دے خیال دے میں وال واہ لواں

ادارہ

گندی کتاب ''محشر خیال'' اور اس کا قادیانی مرتب عامر سہیل

عامر سہیل نامی قادیانی لیکچرر محکمہ تعلیم پنجاب کا ملازم ہے لیکن......وہ گزشتہ ڈیڑھ سال سے ڈیپوٹیشن پر بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں اردو پڑھا رہا ہے۔ یونیورسٹی انتظامیہ اس کی قابل اعتراض سرگرمیوں سے مسلسل چشم پوشی سے کام لے رہی ہے۔ ملتان کی دینی جماعتوں اور علماء کرام کے نمائندہ وفد نے دو ماہ قبل وائس چانسلر سے ملاقات کر کے اُنھیں اس ضمن میں تمام تفصیلات سے باخبر بھی کیا تھا لیکن یونیورسٹی میں موجود قادیانی نواز لابی لیکچرر عامر سہیل کو ہر قیمت پر تحفظ فراہم کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

بعض چشم کشا حقائق:

(الف) ۸ جولائی (۲۰۰۶ء) کو زکریا یونیورسٹی کے سلیکشن بورڈ نے شعبۂ اردو میں لیکچرر کی مستقل اسامی کے لیے انٹرویو کیے۔ انٹرویو دینے والوں میں عامر سہیل قادیانی بھی امیدوار تھا۔ لیکچرر مذکور اس امتحان میں ناکام رہا۔

(ب) اس قادیانی لیکچرر کی مرتب کردہ کتاب ''محشر خیال'' چند سال سے زکریا یونیورسٹی میں ایم اے اردو میں پڑھائی جارہی ہے۔ ۸۰ سال پرانی یہ ایک بدنام اور غلیظ کتاب ہے کہ جس میں کھلم کھلا اسلامی عقائد کی تضحیک کی گئی ہے اور دینی شعائر و اخلاق کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ آج سے ساٹھ سال پہلے یہ کتاب علی گڑھ یونیورسٹی میں پڑھانے کی کوشش کی گئی تھی مگر ملک گیر احتجاج کے بعد اسے نصاب سے خارج کر دیا گیا تھا۔ عامر سہیل قادیانی نے ۲۰۰۲ء میں اس کتاب کو نئے سرے سے مرتب کر کے شائع کروایا اور پھر اپنی ہم فکر لابی کی مدد سے یونیورسٹی کے نصاب میں شامل کروایا۔ تب سے یہ کتاب یونیورسٹی کے اندر طلباء اور اساتذہ کے مابین تلخی اور بحث و جدل کا' جبکہ یونیورسٹی سے باہر علمی اور عوامی حلقوں میں دل آزاری اور اشتعال انگیزی کا مستقل سبب بنی ہوئی ہے۔

(ج) لیکچرر عامر سہیل کی ایک دیدہ دلیری یہ بھی ہے کہ گزشتہ کئی سال سے وہ ایک ادبی ماہنامہ ''انگارے'' شائع کر رہا ہے۔ یہ ایک غیر منظور شدہ اور غیر رجسٹرڈ مجلّہ ہے اور بغیر کسی ڈیکلریشن کے شائع ہو رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک معمولی لیکچرر اتنی پابندی سے کوئی مجلّہ چھاپنے کے وسائل کہاں سے فراہم کرتا ہے؟ اور کیا کوئی سرکاری ملازم کل وقتی صحافی اور مستقل مدیر بن سکتا ہے؟ اس مجلّے میں ادب کی آڑ میں دینی عقائد و افکار کا تمسخر اڑایا جاتا ہے۔ قادیانی فنڈ سے چلنے والے اس رسالے کے لیے یونیورسٹی کو ''سیل پوائنٹ'' بنادیا گیا ہے۔ مذکور قادیانی پروفیسر خود اور اس کے بعض ہم نوا اساتذہ، طلباء کو زبردستی اس کا خریدار بناتے ہیں۔ عام سٹالوں پر اس رسالے کی فروخت نہ ہونے کے برابر ہے۔

(د) پنجاب کے جس بھی کالج میں لیکچرر موصوف نے کچھ عرصہ ملازمت کی ہے' وہاں اس کی اخلاقی شہرت انتہائی

خراب رہی ہے۔اپنی بدزبانی، اخلاق سے گری ہوئی گفتگو، امتحانی فرائض اور پرچوں کی مارکنگ وغیرہ کے دوران بددیانتی کی وجہ سے یہ شخص محکمے کا بدنام ترین کردار ہے۔یونیورسٹی کے گزشتہ ڈیڑھ سالہ عرصۂ تدریس میں طالبات کے حوالے سے اور اُن کی موجودگی میں نازیبا گفتگو پر کئی دفعہ یونیورسٹی حکام سے اس کی شکایت بھی کی جا چکی ہے۔

(ر) لیکچرر عامر سہیل ایک سکہ بند قادیانی ہے ۔ پہلے یہ گورنمنٹ کالج خانیوال میں لیکچرر تھا۔وہاں اس کے قادیانیت کی تبلیغ کرنے کی وجہ سے اشتعال پیدا ہوا۔بات شہری حلقوں تک پہنچی، احتجاج ہوا اور عوام کے ہاتھوں پٹائی کے خوف سے یہ خانیوال چھوڑ کر گورنمنٹ کالج سول لائنز ملتان میں آ گیا۔لیکن یہاں بھی یہ شخص طلباء میں قادیانیت کی تبلیغ کرنے لگا۔طلباء اور اساتذہ میں تشویش بڑھی اور معاملہ دینی وسیاسی جماعتوں تک پہنچا تو لیکچرر موصوف کی ہم فکر لابی اسے ڈیپوٹیشن پر زکریا یونیورسٹی لے آئی ۔یہاں بھی ہمیشہ کی طرح لیکچرر موصوف طلباء کو قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ذاتی رابطے کر کے اُنھیں قادیانی لٹریچر فراہم کرتا ہے۔عام مجالس میں مذہب اور مذہبی شخصیات کے خلاف توہین آمیز گفتگو کرتا ہے۔طلباء وطالبات کو بیرون ملک ملازمت دلوانے اور اپنے خرچ پر باہر بھجوانے کا جھانسہ دیتا ہے، سادہ لوح طلباء کو اپنے گھر بلاتا ہے اور خود بھی اُن کے گھروں میں جا کر اپنی تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔

پنجاب کے گورنر اور وزیر اعلیٰ سے گزارش ہے کہ فوری طور پر:

(۱) قادیانی لیکچرر عامر سہیل کی ڈیپوٹیشن فوراً منسوخ کر کے اسے واپس محکمہ تعلیم پنجاب میں بھجوانے کا حکم جاری فرمائیں۔یونیورسٹی کے ماحول کو تصادم اور کشیدگی سے بچانے کے لیے ایسا کرنا نہایت ضروری ہے۔یوں لیکچرر موصوف یونیورسٹی میں تدریس کا استحقاق کھو چکا ہے۔یونیورسٹی سلیکشن بورڈ کے روبرو لیکچرر شپ کے انٹرویو میں واضح ناکامی کے بعد اس کی بطور استاد موجودگی، یونیورسٹی کے طلباء وطالبات سے سراسر ناانصافی اور ظلم کے مترادف ہے۔

(۲) اس قادیانی لیکچرر کی مرتب کردہ کتاب ''محشر خیال'' کو فوری طور پر یونیورسٹی کے نصاب سے خارج کیا جائے۔کتاب کے گھٹیا مندرجات، بازاری اسلوب اور دل آزار زبان......اشتعال انگیزی کا ایک مستقل سبب ہے۔

(۳) اس قادیانی لیکچرر کی ادارت میں چھپنے والے ماہنامے ''انگارے'' کی گزشتہ چہار سالہ غیر قانونی اشاعت کا سخت نوٹس لیا جائے۔صوبائی محکمہ اطلاعات اور متعلقہ سرکاری حلقوں کی بے خبری میں ہونے والی اشاعتی سرگرمیوں پر بھرپور قانونی گرفت کی جائے۔

(۴) محکمہ تعلیم پنجاب کو فوری ہدایت کی جائے کہ وہ لیکچرر عامر سہیل کی طرف سے باقاعدہ ایڈیٹر اور پبلشر بننے کا فوری اور سخت محاسبہ کرے تاکہ آئندہ کسی شخص کو بھی قانون کو یوں ہاتھ میں لینے اور اپنے مخصوص روابط وتعلقات کی بنیاد پر کھل کھیلنے کا موقع نہ مل سکے۔

دل آزار کتاب ''محشر خیال''............ایک تعارف!

ایم اے اردو سال اوّل کے تیسرے پرچے ''اسالیب نثر اردو'' میں شامل کتاب ''محشر خیال'' میں جابجا دینی عقائد وتصورات اور اسلامی شعائر واخلاق کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ مثلاً اس کتاب میں کہا گیا ہے کہ تقویٰ ایک جرم ہے جس سے مجرمانہ بزدلی پیدا ہوتی ہے۔ صرف بے وقوف انسان نیک اعمال کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ جاہل انسان حیا اور بے باکی کو متضاد سمجھتے ہیں۔ شیطان قابل نفرت نہیں بلکہ آدم علیہ السلام کی طرح وہ بھی ایک پیغمبر ہے۔ کفر، سطحی ایمان سے برگزیدہ تر ہوتا ہے۔ برے سے برا گناہ بھی اگر خوبصورت طریقے سے کیا جائے تو وہ خوبی اور اچھائی بن جاتا ہے۔ اخلاقی فرائض دراصل وہ بے جا اور فضول ذمہ داریاں ہیں جو ایک کمزور اور بزدل انسان اپنے سر لیتا ہے۔ تصوف کی طرف صرف وہ انسان مائل ہوتا ہے جو حسنِ خیال اور حسن عمل سے محروم ہو اور جس میں ذوقِ گناہ اور جرأتِ ارتکاب نہ ہو۔ انسان کا وجود فطرت (یعنی خدا) کی بزدلی کا نتیجہ ہے۔ صحیح معنوں میں عورت، وہی عورت ہے جس کی نسوانیت تمام پابندیوں (قیودِ بے جا) کو توڑ کر حسن وشباب کی رنگینیوں میں محو ہو جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

''محشر خیال'' نامی اس کتاب کے مصنف کا نام سجاد انصاری ہے۔ یہ کتاب سب سے پہلے ۱۹۲۶ء میں دہلی سے چھپی۔ ۱۹۳۳ء میں اس کتاب کو علی گڑھ یونیورسٹی سے وابستہ بعض مخصوص نظریات کے حامل افراد نے یونیورسٹی کے ایم اے اردو کے نصاب میں شامل کروا دیا۔ جس پر ہندوستان بھر میں احتجاج اور مذمت کا اظہار کیا گیا۔ چنانچہ یونیورسٹی حکام نے غیر جانب دار اور سینئر ادیبوں پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں قرار دیا کہ ''اس کتاب میں نہ تو ادب ہے اور نہ ہی لٹریچر، تخیل اور نصب العین کی کوئی اعلیٰ خوبی۔ یہ کتاب یونیورسٹی کے نصاب میں شامل رہنے کا کسی لحاظ سے بھی کوئی حق نہیں رکھتی۔'' چنانچہ ''محشر خیال'' کو نصاب سے خارج کر دیا گیا۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے نصاب سے اخراج کے ساٹھ سال بعد، زکریا یونیورسٹی ملتان نے اس کتاب کو شامل نصاب کر کے ایک بار پھر کتاب پر کیے گئے تمام اعتراضات کو زندہ کر دیا ہے۔

کتاب ''محشر خیال'' سے چند گستاخانہ جملے:

☆____ ''سعیٔ ناکام دعائے مقبول سے برگزیدہ تر ہے۔ دعا انسانیت کا اعلانِ شکست ہے۔'' (ص ۳۸)

☆____ ''جسے آپ اتقاء کہیے حقیقتاً وہ ایک جرم ہے جس سے خیالات میں ایک مجرمانہ بزدلی پیدا ہوتی ہے۔ جوانِ صالح کو دیکھ کر ہر خوش مذاق انسان کو عبرت حاصل کرنا چاہیے۔'' (ص ۴۲)

☆____ ''انسان کی سب دعائیں اگر مقبول ہو جائیں، اس کی شخصیت برباد ہو جائے جس ہستی کو خدا برگزیدہ بنانا چاہتا ہے اس کی دعاؤں کو ہمیشہ ناکام رکھتا ہے۔'' (ص ۴۴)

☆____ ''فرشتے کی انتہا یہ ہے کہ وہ شیطان بن جائے۔'' (ص ۵۳)

☆____ ''عقبیٰ میں انسان کو اس کے گناہوں کی سزا ملے نہ ملے' لیکن دنیا میں اس کو اپنی نیکیوں کی سزا فوراً مل جاتی ہے۔ بے وقوف انسان باوجود اس تنبیہ کے بھی اعمالِ حسنہ کو ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔'' (ص ۶۰)

☆____ ''ایک لطیف گناہ ہزاروں خشک نیکیوں سے بالاتر ہے۔'' (ص ۸۱)

☆____ ''ایک ناعاقبت اندیش گروہ یہ چاہتا ہے کہ عورت زہد و اتقاء کی دیوی بن جائے جو حسن و شباب کی نیرنگیوں اور انس و محبت کے ہنگاموں سے اسی طرح متنفر رہے' جس طرح زاہد خشک عقل و فراست سے متنفر رہتا ہے۔'' (ص ۹۶)

☆____ ''جاہل انسان حیا اور بے باکی کو متضاد سمجھتا ہے۔'' (ص ۱۰۰)

☆____ ''حوا محض اس غرض سے پیدا کی گئی تھیں کہ آدم کے قوائے ذہنی کو مسحور کر لیں تا کہ ان میں کسی حقیقت پر غور کرنے کی صلاحیت نہ رہے۔'' (ص ۱۰۳)

☆____ ''آدم حاملِ خیر تھے اور شیطان حاملِ شر دونوں کی پیامبری مسلمہ ہے...... یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پیامِ شیطانی قابل نفرت ہے۔'' (ص ۱۰۶)

☆____ ''جس پیغام کی تبلیغ آدم کے سپرد کی گئی تھی وہ خود ہی نامکمل تھا۔ اس لیے آدم کے لیے فطرتاً یہ محال تھا کہ کائناتِ خیر کو امامِ شر کے ہنگاموں سے محفوظ رکھ سکیں۔ جس وقت شیطان نے اپنی امامت کی تبلیغ کی، آدم کو نہ اپنی امامت کا خیال رہا اور نہ ہی اپنی عظمت کا' اُن کی لغزشیں یہ ثابت کر کے رہیں کہ پیامِ خیر نامکمل تھا۔'' (ص ۱۰۶، ۱۰۷)

☆____ ''عورت اس لیے نہیں پیدا کی گئی کہ زاہد خشک اور جوان صالح کی طرح دنیا کی حقیقی رنگینیوں کو اعمالِ حسنہ پر قربان کر دے۔'' (ص ۱۱۰)

☆____ ''عملِ خیر ایک بیوقوف سے بھی سرزد ہو سکتا ہے لیکن معاصیٔ رنگی کے راز دار صرف وہ اربابِ نظر ہو سکتے ہیں جن کے قلوب حقیقت آشنا، جن کی نگاہیں حقیقت بین اور جن کے حوصلے حقیقت طلب ہیں۔'' (ص ۱۱۴)

☆____ ''ہر کفر سطحی ایمان سے برگزیدہ تر ہوتا ہے۔'' (ص ۱۱۶)

☆____ ''پاسبانانِ مذہب' ہمیشہ پاسبانی کے پردے میں بہیمیت کے کرشمے دکھلاتے رہے۔'' (ص ۱۱۶)

☆____ ''اگر قبیح ترین گناہ انتہائی حسن سے کیا جائے وہ محاسنِ حقیقی میں شامل ہو جاتا ہے۔'' (ص ۱۴۵)

☆____ ''عقبیٰ کی کشمکش کا خیال بھی نہ آنا چاہیے ورنہ زندگی ایک شورشِ بے مدعا ہو کر رہ جائے گی۔'' (ص ۱۴۷)

☆____ ''اخلاقی فرائض صرف وہ بے جا ذمہ داریاں ہیں جو ایک کمزور بزدل انسان اپنے سر لیتا ہے۔'' (ص ۱۴۷)

☆____ ''لذت پرست انسان جس کو فطرت نے حسنِ خیال اور حسنِ عمل سے محروم کر دیا ہے۔ جس میں نہ ذوقِ گناہ ہے

اور نہ جرأت ارتکاب لیکن اس کے ساتھ ہی غیر دلچسپ گناہوں سے بھی مانوس رہنا چاہتا ہے' وہ مجبوراً تصوف کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔'' (ص ۱۵۴)

☆____ ''دعا انسانیت کا اعلانِ شکست ہے جس کے ذریعے سے انسانی مجبوریوں کا راز ان فرشتوں پر بھی منکشف ہوجاتا ہے جو کسی طرح اس انکشاف کے اہل نہیں۔ دست بہ دعا ہونا کار کنانِ قضا و قدر کے سامنے اپنی بے بسی اور ناچارگی کا اعتراف کرنا ہے۔'' (ص ۱۵۵)

☆____ ''شیطان اور فرشتے کے درمیان انسان محض ایک بزدلانہ اور ریاکارانہ صلح ہے جس کی خود کوئی مستقل ہستی نہیں۔ وہ نہ حق ہے اور نہ باطل۔ اس کا وجود ایک فریبِ کائنات ہے۔ اس کی ہستی فطرت کی اس بزدلی کا نتیجہ ہے جس نے فرشتے اور شیطان دونوں سے عاجز آکر ایک پیکر اعتدال پیدا کر دیا۔ اعتدال اصل میں شکست حق ہے اور فتح باطل۔'' (ص ۱۵۶)

☆____ ''ایک خوبصورت عورت جس کا شباب نسوانیت کی دلفریبیوں سے معمور ہو' کائنات کی ایک مستقل حیثیت ہے۔ انسان اگر اس کے رموزِ لطیف سے آگاہ ہوجائے جنس کے ہزاروں حقائق اس پر خود بخود روشن ہوجائیں گے لیکن انسان اس قدر تنگ نظر اور کوتاہ بیں تھا اور وہ کبھی ان رموزِ لطیف کا محرم نہ ہوسکا اسے ہر عورت' عورت نظر آتی تھی۔ وہ یہ نہ سمجھا کہ ایک بدصورت عورت کا شباب دنیا کے مہلک ترین امراض میں سے ہے جو شخص اس سے محفوظ رہ سکا' وہ دنیا کی کسی دوسری مصیبت میں مبتلا نہیں ہوسکا۔ صحیح معنوں میں عورت وہ ہے جس کی نسوانیت قیودِ بے جا کو توڑ کر حسن وشباب کی رنگینیوں میں محو ہوجائے۔'' (ص ۲۲۴)

☆____ ''عصمت و عفت کا صحیح مفہوم کج فہم انسان آج تک نہ سمجھا...... زاہد اپنی ناچارگیوں اور مجبوریوں کو زہد و اتقا سمجھتا ہے۔'' (ص ۲۲۹)

جب ''محشر خیال'' علی گڑھ یونیورسٹی کے نصاب سے خارج کی گئی...... (۱۹۳۳ء):

علی گڑھ یونیورسٹی کی نصاب پر نظر ثانی کی کمیٹی کے سینئر ترین رکن، بزرگ ادیب حبیب الرحمٰن شروانی کی فیصلہ کن رائے جو کتاب کے نصاب سے اخراج کا سبب بنی

''سخت قابل افسوس اور خطرناک یہ پہلو ہے کہ سجاد انصاری (مصنف کتاب) فلسفہ، اخلاق، مذہب سبھی سے بے زار ہیں۔ گویا ان کے یہاں کوئی اصولِ زندگی نہیں۔ بے اصول زندگی محبوب و مقبول ہے۔ ان کے یہاں تین محبوب ہیں۔ ایک...... عورت کا شباب' بشرطیکہ وہ عفت و عصمت کی گندگی سے پاک وصاف ہو۔ ایک غرقِ شباب قحبہ جو کسی کمرے

میں دادِعیش پرستی دے رہی ہو، وفا اور پابندی سے سخت بے زار ہو، کمالِ نسوانی کا بہترین اور محبوب ترین نمونہ ہے۔اس کی تعریف میں ان کے تمام مضامین رطب اللسان اور گل ریز ہیں۔اگر حسین وجوان عورت نکاح کر کے عصمت وعفت کی زندگی بسر کرے تو وہ خارج از بحث بلکہ ننگِ نسوانیت ہے۔

دوسرا محبوب ''معصیت لطیف'' ہے مگر باوجود پوری کاوش کے، مجھ کو پتہ نہ لگا کہ ان دو لفظوں کا اصلی مفہوم مضمون نگار کے یہاں کیا ہے۔پڑھنے والا جس گناہ کا لطف لینا چاہیے اس کو لطیف قرار دے لے۔

تیسرا محبوب ان کا ''شیطان اور شیطنت'' ہے۔اوّل سے آخر تک شیطان اور شیطنت کو سراہا ہے، خلاصۂ کائنات قرار دیا ہے بلکہ پیدائش عالم کی اصل حکمت۔

اس کے مقابلے میں انبیائے کرام، ملائکہ مقربین بلکہ ان کے ڈرامہ ''روزِ جزا'' کا خدا بھی، پست وبے وقعت ہے۔حضرت جبرئیل اور دوسرے مقرب فرشتوں کی جس طرح اس ڈرامے میں شیطان کے مقابلے میں تضحیک کی گئی ہے، اس کو پڑھ کر ڈرامہ نگار کی فہم ودانش پر سخت تاسف ہوسکتا ہے۔

مذہب کے استخفاف سے ''محشر خیال''، اوّل سے آخر تک بھرا ہوا ہے۔مضامین زلیخا، روزِ جزاء وغیرہ میں جس طرح مضامین قرآنی کے مقابلے میں کم فہمی، جسارت اور خیرہ چشمی کا ارتکاب ہے، قابل صد نفرین ہے۔

میں نے مذہبی مبحث پر تین مُسلّم علماء کی رائے بھی احتیاطاً حاصل کی ہے:

(۱): ناظم صاحب دینیات مسلم یونیورسٹی (۲): میر شعبہ دینیات یونیورسٹی اور (۳): مولوی سید فضل احمد (شعبہ دینیات، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد)۔تینوں میرے خیال سے متفق ہیں۔

بہرحال میری رائے میں ''محشر خیال'' میں نہ تو ادب ہے اور نہ ہی لٹریچر، تخیل اور نصب العین کی کوئی اعلیٰ خوبی۔ یہ کتاب یونیورسٹی کے نصاب میں شامل رہنے کا کسی لحاظ سے بھی کوئی حق نہیں رکھتی۔'' (ص ۲۸، ۲۹)

علماءِ حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

خصوصی رپورٹ

ادارہ

قادیانی مشن......علماء اور دینی قوتوں میں انتشار

حضور خاتم النبیین ،شفیع المذنبین ،رحمتہ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد انبیاء کا سلسلہ ختم ہوا اور اسلام کی تبلیغ وترویج کی ذمہ داری مسلمانوں اور خاص طور پر علمائے کرام کے کاندھوں پر آن پڑی۔علماء نے عوام کی رہبری کی ہے اور یہی بات کفر کی آنکھوں میں کھٹکتی ہے۔وہ عوام اور علماء کے درمیان منافرت پھیلانے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔علماء بھی آخر انسان ہیں۔ان میں بھی بشری کمزوریاں ہیں۔کفاران ابشری کمزوریوں کو ابھارتے رہتے ہیں۔نیز علماء کو علماء اور عوام سے لڑانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہتے ہیں۔اس کی تازہ ترین مثال علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ کے دو علماء کے اختلافات ہیں۔یہ شہر کے بے حد قابل احترام عالم ہیں۔مولانا محمد محمد اقبال نعمانی جامع مسجد مرکزی کے خطیب ہیں۔علی پور چٹھہ میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے بانی ہیں۔کئی مساجد اور مدارس کے قیام میں ان کی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔ان کا وسیع حلقۂ اثر ہے۔یہ قادیانیوں کی نظر میں کھٹکتے ہیں۔مرزائیوں نے علی پور چٹھہ میں اپنی عبادت گاہ بنا رکھی تھی اور اسے مسجد کہتے تھے۔یہ غیر قانونی بات نوجوانوں کو بہت بری لگتی تھی۔چنانچہ چند نوجوانوں نے اس عبادت گاہ کو گرادیا۔بات قانونی کارروائی تک جا پہنچی اور آخر کار مولانا محمد اقبال نعمانی نے یہ جگہ خرید لی۔جو کہ قادیانی برداشت نہ کر سکے اور انتقام لینے کی کوششیں کرتے رہے۔آخر کار مولانا محمد اقبال نعمانی اور ان کے ہم مسلک اور ہم مشرب مولانا افضال الحق کے درمیان اختلافات پیدا کرانے میں کامیاب ہوگئے۔باہر سے آنے والے علماء کرام اور علی پور چٹھہ کے شہریوں نے ان افسوسناک اختلافات کو ختم کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔اسی دوران ڈنمارک سے محمد اسلم علی پوری اپنے آبائی گاؤں علی پور چٹھہ آئے۔یہ ڈنمارک میں تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔علی پور چٹھہ کے عوام اور علماء بھی ان کا بے حد احترام کرتے ہیں۔انہیں جب دو علماء کے تنازعہ کی افسوس ناک خبر ملی تو وہ بے چین ہوگئے۔ان کی تمنا تھی کہ یہ علماء اپنے اختلافات ختم کر کے اور باہم مل کر کفر سے نبرد آزما ہوں۔چنانچہ انہوں نے فوراً صلح کی کوششیں شروع کر دیں۔یہ کام اگرچہ کٹھن تھا۔تاہم دونوں عالم ان پر بے حد اعتماد کرتے تھے اور ان سے پیار کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے مشکل آسان کر دی۔انہی دنوں میں ایک قادیانی قاضی غلام احمد کا دوسرے قادیانی ارشاد احمد صدیقی کے نام لکھا ہوا ایک خط مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔جس میں دوسری باتوں کے علاوہ لکھا تھا:

> ’’آپ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اپنے زیر اثر نوجوانوں میں سے چند کو اپنے علاقے کے مولویوں خاص طور پر مولوی کھٹانہ مولوی اقبال اور مولوی نصیر شاہ اور پیر اویسی کے ساتھ بندے ضرور لگا دیں۔اس وقت ہماری جماعت کا مشن یہی ہے۔‘‘

اس خط کے پکڑے جانے سے خفیہ ہاتھ بے نقاب ہوگیا۔الحمدللہ دونوں علماء کرام کے مابین صلح ہوگئی اور باہمی محبت کی فضا پھر قائم ہوگئی۔مسجد عمر میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا اور یہ سب علماء حضرات سٹیج پر جلوہ افروز تھے۔مسلمانوں کے چہرے خوشی سے تمتمار ہے تھے اور نفاق ڈلوانے والے قادیانیوں کے چہروں پر مایوسی چھائی ہوئی تھی۔ختم نبوت کانفرنس کے مہمان خصوصی مولانا اللہ وسایا مبلغ ختم نبوت تھے۔کانفرنس میں ان کے علاوہ مولانا محمد اقبال نعمانی ،مولانا افضال الحق کھٹانہ، مولانا حسنات احمد اطہر،محمد اسلم علی پوری اور دیگر علمائے کرام نے خطاب فرمایا۔مسلمانوں کے اتحاد پر مبارک باد دی۔مرزائیوں

کے کفر کو عوام پر آشکارا کیا۔ ڈنمارک کے خاکوں سے پیدا ہونے والی صورتحال سے عوام کو آگاہ کیا اور ان پر احتجاج کیا۔ روشن خیالی کے نعرے میں پوشیدہ نظریات وافکار سے مسلمانوں کو متنبہ کیا اور مولانا اسماعیل شجاع آبادی کی پراثر دعا سے ختم نبوت کانفرنس کا اختتام ہوا۔

علماء کرام کے اس تنازعہ نے ہمیں یہ درس دیا ہے کہ ہم اپنے اردگرد کے لوگوں پر گہری نظر رکھیں کہ کہیں دشمن ہماری صفوں میں گھس کر ہمارے درمیان انتشار تو پیدا نہیں کر رہا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کرے اور ان کے ثمرات سے امتِ مسلمہ کو نوازے۔ (آمین)

قاضی غلام احمد قادیانی کا اپنے ہم مذہب ارشاد احمد صدیقی کے نام لکھا گیا خط ★

محترمی و مکرمی برادر ارشاد احمد صدیقی السلام علیکم

آپ کا محبت نامہ ملا۔ فون پر بات نہ کرنے کی احتیاط اچھی ہے۔ آپ کے کام اور محنت کو حلقہ عالی میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے اور آپ کے درجات عالی حضرت کی نگاہوں میں بلند ہو رہے ہیں۔ انتہائی خوشی کے ساتھ اطلاع ہے کہ آپ کے فرزندان کے کاغذات مملکت جرمنی کے لیے جمع ہو چکے ہیں اور جلد ہی منظوری حاصل کر لی جائے گی۔ باقی جن گیارہ نوجوانوں پر آپ نے محنت کی ہے اس میں سے صرف ۵ کی منظوری مل سکے گی۔ آپ اپنے ۵ عدد منظورِ نظر نوجوانوں کے نام جن کے نہ بدلنے کا آپ کو یقین ہو روانہ کر دیں۔ تا کہ ان کے کاغذات وغیرہ کی تیاری شروع ہو سکے۔ باقی دوسرے نوجوانوں سے صرف کاغذات لے کر رکھ لیں اور ان کو یقین دلائے رکھیں۔ میں آپ کے علاقے کا کوٹہ بڑھانے کی کوشش کروں گا۔ گزشتہ ماہ کے اخراجات کی تفصیل بھیج دیں تا کہ چیک روانہ کیا جا سکے۔

آپ نے اپنے علاقے کے حالات روانہ کیے۔ موجودہ حالات میں عالی حضرت کی جانب سے حکم ہے کہ ان ہنگاموں سے قطعی لاتعلق رہا جائے کیونکہ عالی حضرت کے فرمان کے مطابق ڈنمارک اور ناروے وغیرہ ہمارے مربی میں شامل ہیں۔ عالی حضرت نے ان ممالک کے ذمہ داروں کو ہدایت جاری فرمائی ہے کہ وہ وہاں کے حکام سے مل کر اپنے تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔ ہمارا یہ یقین ہے کہ یہ مولوی حضرات جانوروں کی طرح بھونک رہے ہیں مگر کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ حکام اعلیٰ ان کے سخت خلاف ہیں۔ آپ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اپنے زیراثر نوجوانوں میں سے چند کو اپنے علاقے کے مولویوں کے حلقہ احباب میں شامل کر کے ان کی آپس میں بے اتفاقی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ خاص طور پر مولوی کھٹانہ، مولوی اقبال، مولوی نصیر شاہ اور پیراویسی کے ساتھ بندے ضرور لگا دیں۔ اس وقت ہماری جماعت کا منصوبہ یہی ہے۔ میری مصروفیات زیادہ ہوتی ہیں۔ آپ کی محبت کی خاطر آپ کے لیے وقت نکالتا ہوں۔ اس لیے تھوڑے کو زیادہ تصور کریں۔ دعا ہے کہ ہم اپنے مربی عالی حضرت کے مشن کو جاری رکھ سکیں۔

نصیر میڈیکل سٹور والے کو بہت سلام عرض کریں اور دعا دیں۔ شکریہ

والسلام

غلامِ قادیان

قاضی غلام احمد عفی عنہ

★ اس خط کا اصل عکس ادارہ کے پاس محفوظ ہے۔

ترجمہ: محمد اسلم علی پوری (ڈنمارک)

ڈنمارک کے مسلمان دھوکہ سے بچیں
سزا یافتہ قادیانی امام کی طرف سے اسلام کی تبلیغ؟

تمام مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل کی جاتی ہے کہ وہ مندرجہ ذیل خبر کی اشاعت پر احتجاج کریں اور am@bt.dk پر ای میل بھیجیں۔ جس میں لکھیں کہ احمدی (قادیانی، مرزائی) مسلمان نہیں ہیں۔ انہیں امت مسلمہ متفقہ طور پر کافر سمجھتی ہے اور احمدیہ تحریک کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ذیل میں ایک ڈینش اخبار میں شائع ہونے والی دھوکے باز اور بدکردار قادیانی اماموں کی رپورٹ پیش کی جا رہی ہے۔

(محمد اسلم علی پوری)

ڈینس مریضہ عورت پر جنسی حملہ کے جرم میں سزا یافتہ آدم ژیوظی، نیکسکاؤ کی وائیل گید مسجد میں مہینہ میں دوبار عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کو اصل اسلام کی تبلیغ کرتا ہے۔ اس کی تبلیغ کا محور ''محبت سب سے اور نفرت کسی سے بھی نہیں'' کا نعرہ ہے اور یہ الفاظ کتبہ کی صورت میں وائیل گید کی مسجد کی کھڑکی میں رکھے نظر آتے ہیں۔ امام آدم ژیوظی مذہبی انسان ہے۔ وہ ان بوسنیائی باشندوں کا لیڈر ہے جنہیں پاکستانیوں نے مسلمان بنایا ہے۔ یہ لولین وغیرہ میں ۵۰۰ کے قریب باشندے آباد ہیں جو کہ اسلام کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ امام آدم ان میں بے حد مقبول تھا اور کیئر سنٹر کی ورزشوں کی کلب کا بھی ممبر تھا۔ اس ٹیم نے سپورٹس میں حصہ لے کر چیمپین شپ جیتی تھی۔ سکاؤ سنٹر کی ٹیم جیتنے کی خوشی میں میامی جا رہی تھی لیکن امام آدم ژیوظی ان کے ساتھ نہیں جا سکے گا کیونکہ وہ ان کی روانگی کے وقت جیل میں ہوگا۔ وائیل گید کی مسجد میں ہفتہ میں دومرتبہ تیس چالیس مرد اور عورتیں جمع ہوتے ہیں۔ ''لولین فالسٹاس کے فوکلے تھیدن'' میں ایک طویل انٹرویو میں اس سال دوماہ بیشتر مسجد ویداووا کے امام بشارت اور امام آدم ژیوظی نے بتلایا تھا کہ ان کی اسلامی تحریک احمدیہ کو دوسرے ملکوں میں پذیرائی حاصل نہیں ہے۔ نمازِ جمعہ کی امامت امام بشارت کرتا ہے یا پھر امام آدم ژیوظی مہینہ میں دودفعہ اس مسجد میں لولین اور کوپن ہیگن سے آنے والی لڑکیوں کے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں۔ ہر ہفتہ کے دن یہاں دو گھنٹوں کے لیے دینی اور ثقافتی تعلیم دی جاتی ہے۔ امام اور تحریک احمدیہ کا چیئر مین سزا یافتہ امام آدم ژیوظی ڈینش معاشرہ میں رہنے سے پیدا ہونے والے مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ انٹرویو کے مطابق امام بشارت اور امام آدم ژیوظی یہاں رہنے والے پہلے مسلمان ہیں جو کہ اسلام کی اس تشریح کے سراسر خلاف ہیں جس کے نتیجے میں جھنڈوں کو جلایا جاتا ہے قتل کی دھمکیاں دی جاتی ہیں اور (حضرت) محمد (ﷺ) کے خاکوں کی اشاعت پر سفارتخانوں پر حملہ کیا جاتا ہے۔ ان اماموں کا کہنا ہے کہ مرتد کی سزا قتل کے قانون کی تبلیغ سے اسلام کی غلط تصویر سامنے آتی ہے۔ ان اماموں نے یہ بھی بتایا کہ نیکساؤ میں اسلام کی تبلیغ ڈینش زبان میں کی جاتی ہے اور جمعہ کی نماز میں بھی ڈینش زبان استعمال کی جاتی ہے۔ (بشکریہ: بی ٹی اخبار۔ ڈنمارک ۲۴ مئی ۲۰۰۶ء)

پروفیسر محمود الحسن قریشی مرحوم

قصائی

گوشت خور ہونے کے ناتے سے کبھی کبھی جی چاہتا ہے کہ گوشت بھی کھایا جائے اوراس بہانے قصائی صاحب سے بھی شرف ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں گوشت کھانے کو کچھ زیادہ ہی جی چاہا۔ اتفاق سے وہ دو دن بھی نہیں تھے، جب ناغہ ہوتا ہے۔ ہم قصائی کی دکان پر پہنچے تو اس وقت گاہکی کا وقت نہیں تھا۔ ہم نے گوشت کی درخواست کی۔ انہوں نے منظور فرمائی۔ ہمارے اس قصائی کا نام تو زاہد ہے لیکن اس کی شکل وصورت قصائیوں جیسی ہی ہے۔ جب اس نے مجھے گوشت تھمایا تو میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ گوشت تو نہیں تھا البتہ تھی کوئی گوشت نما چیز۔ میں خون کے گھونٹ پیتے ہوئے بولا یہ تم نے مجھے گوشت دیا ہے۔ اس نے کہا ایمان سے جی بہت اچھا ہے۔ جانتا ہوں تم قصائیوں کے ایمان کو گدھے اور کتے تک کو تو تم لوگوں نے بخشا نہیں اور نہ جانے کتنے مسلمانوں کو حرام کھلاتے رہے ہو۔ وہ ہنس کر بولا:

> ''جناب! گزشتہ سالوں سے آپ ایسا گوشت کھانے اور ہم بیچنے کے عادی ہو چکے ہیں جس پر تکبیر صرف اونچے لفظوں میں پڑھی گئی ہو۔ جانور چاہے کوئی بھی ہو، باقی رہا حلال وحرام کا چکر تو آپ کے کتنے مسلمان ہیں جو حرام سے پرہیز کرتے ہیں۔''

کل میں اپنے ایک دوست ڈاکٹر کے کلینک پہنچا۔ یہ وہی تھا جس نے ایف ایس سی میں دوسری پوزیشن حاصل کرنے پر اپنے ایک اخباری انٹرویو میں کہا تھا کہ میں ڈاکٹر بن کر دکھی انسانیت کے دکھ درد بانٹوں گا۔ اگرچہ اس کا نام زاہد تو نہیں تھا، تاہم تھا یہ بھی قصائی جو اپنے کمزور اور بیمار جانوروں کی جیب کی کھال بڑی مشاقی سے اتار رہا تھا۔ نہ جانے کیوں مجھے اپنا وکیل چچا بھی قصائی ہی لگتا ہے۔ جس کے پاس بڑے اور چھوٹے گوشت دونوں کا لائسنس ہے اور وہ با اختیار ہے کہ ہمہ قسم کے جانور ذبح کر سکے۔ وہ اپنے موکل کو نظروں سے اس طرح ٹٹول رہا ہوتا ہے جیسے قصائی اپنے جانور کے وزن کا ٹٹول کر اندازہ کرتا ہے۔

میں نے اپنے ایک انسپکٹر دوست جو (کسٹم اینڈ ایکسائز کے محکمے سے تعلق رکھتا ہے) پوچھا سناؤ کیسے کھالیں اتار رہے ہو۔ بولا ہمیں قصائی بننے کی نوبت ہی نہیں آتی بلکہ ہمارے جانور اتنے صحت مند اور تندرست ہیں کہ ان کی پشم سے ہی کام چل جاتا ہے۔ اب میری سمجھ میں آیا کہ موت کیوں جرم ضعیفی کی سزا ہے۔

قصائیوں کی ایک اور قسم بھی ہوتی ہے جنہیں ہم تخیلاتی قصائی کہہ سکتے ہیں۔ یہ قصائی خیالوں میں اپنی دکان سجاتے ہیں، خیالوں میں بکرے ذبح کرتے ہیں اور خیالوں میں ہی گوشت فروخت کر کے فارغ ہو جاتے ہیں۔ اس قبیل کے ایک بڑے کا نام حضرت غالب ہے جو اپنا گوشت کچھ اس طرح سے بیچتا ہے:

آتے ہیں غیب سے یہ بکرے دکان میں
غالب دکاں سجائے گردے فروش ہے

ایک اور قسم ادبی قصائیوں کی بھی ہوتی ہے۔ یہ کبھی کبھی اپنی دکان سجاتے ہیں۔ بعض ہفتے میں ایک دفعہ یا پھر پندرہ دن بعد اور یہی وہ قصائی ہیں جو بال کی کھال اتارتے ہیں۔ ادیب اپنی کاوش پیش کرنے کے بعد ان کو اس طرح دیکھتا ہے جیسے بھیڑ آخری بار پانی پینے کے بعد قصائی کو دیکھتی ہے۔ یہ قصائی اپنے اپنے لفظوں کے ٹوکے لیے باری باری تخلیق کا قیمہ کرنا شروع کر دیتے ہیں اور سب اپنے دل میں خوش ہوتے ہیں کہ اچھا قیمہ کیا ہے۔

عاشق بھی عجیب جانور ہیں جو ہر وقت اپنے مخصوص قسم کے قصائی کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جہاں وہ انہیں مل جائے وہیں ذبح ہونے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں بلکہ اپنے دل، گردے، کلیجے وغیرہ خود ہی اس کے حاضر کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ اس قسم کا ایک جانور اپنے قتل کا اہتمام یوں کرتا ہے:

میں نے اس کے سامنے پہلے تو خنجر رکھ دیا
پھر کلیجہ رکھ دیا، دل رکھ دیا، سر رکھ دیا

اور انہیں اپنا قصائی ملنا اس قدر مشکل ہوتا ہے جیسے عیدالاضحیٰ کے دن ہمیں دوسرا قصائی۔

ویسے تو ہمارے اردگرد قصائیوں کی بھرمار ہے لیکن بڑے اور تجربہ کار قصائی وہ ہمیں جو اپنے جانور کی زبان پر کنٹرول حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اِدھر کوئی بولا اُدھر ذبح اور پھر ان سے پوچھنے والا بھی کوئی نہیں اور نہ ہی یہ لائسنس یافتہ ہیں لیکن ہمہ قسم کا جانور ذبح کر سکتے ہیں۔ نہ صرف ذبح کر سکتے ہیں بلکہ جھٹکا بھی کر سکتے ہیں لیکن جھٹکے سے پہلے بھی تکبیر ضرور پڑھتے ہیں۔ قصائی، قصائی ہی ہوتا ہے، وہ جھٹکا کرے، جھٹکا دے یا ذبح کرے:

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو پرچہ نہیں ہوتا

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

31 اگست 2006ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

تبصرہ: جاوید اختر بھٹی

★ کتابچہ: مفتی محمد عثمان اور ان کا تذکرۃ المصنفین مصنف: سفیر اختر

ضخامت: ۳۲ صفحات قیمت: ۲۵ روپے ناشر: دارالمعارف واہ کینٹ

سفیر اختر صاحب کئی کتابوں اور کتابچوں کے مؤلف ہیں۔ علمی حلقوں میں وہ کافی مشہور ہیں۔ اس کی وجہ ان کی تبصرہ نگاری ہے۔ تبصرہ نگاری کو انتقاد میں کوئی اعلیٰ درجہ حاصل نہیں ہوا۔ یہ دراصل خبر، اطلاع یا اعلان کے قریب کی کوئی چیز ہوتی ہے لیکن بعض لوگ اسے باقاعدہ ہنر کے طور پر اختیار کر لیتے ہیں اور وہ سرسری تحریروں کا ایک انبار لگا دیتے ہیں۔

سفیر اختر صاحب کا بیشتر علمی سرمایہ ایک مخصوص فکر اور نقطۂ نظر کو پیش کرتا ہے لیکن چند تالیفات اس کے علاوہ بھی ہیں جن میں سے ایک ''تذکرۂ مصنفین درسِ نظامی'' بھی ہے۔

سفیر اختر صاحب نے بی اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد ''درسِ نظامی'' کی نصابی کتب کے مؤلفین اور شارحین کے بارے میں سوانحی شذرات لکھنے شروع کیے۔ ان کا ذاتی خیال تھا کہ اس موضوع پر کوئی کتاب دستیاب نہیں ہے۔ مگر ایک عرصہ گزر جانے کے بعد (جب ''تذکرہ مصنفین درس نظامی'' کو شائع ہوئے کافی عرصہ گزر گیا) مؤلف کو معلوم ہوا کہ اس موضوع پر پہلے سے مولانا حبیب الرحمٰن مظاہر خیر آبادی ''تذکرۃ المصنفین'' کے نام سے ایک الگ کتاب لکھ چکے ہیں۔

دراصل تحقیق کسی دوڑ دھوپ کا نام نہیں اور نہ ہی کسی مؤلف یا مصنف کے ایک کام کو دیکھ کر آپ یہ فیصلہ دے سکتے ہیں کہ ان کے اس کام سے ان کے ذہنی اور علمی رویے کا اظہار ہوتا ہے۔ تحقیق ایک دشوار گزار راستہ ہے۔ اس لیے کوئی کام آخری نہیں ہوتا۔ اس پر بات کرنے کی گنجائش ہر وقت موجود رہتی ہے۔

حال ہی میں سفیر اختر صاحب کا ایک کتابچہ شائع ہوا۔ اس کو شائع کرنے کی فوری وجہ یہ ہے کہ مفتی محمد عثمان القاسمی صاحب کے صاحبزادے محمد امداد اللہ قاسمی صاحب نے مفتی صاحب مرحوم کی تالیف ''تذکرۃ المصنفین المعروف بہ تراجم العلماء'' کا نیا ایڈیشن شائع کیا ہے۔

سفیر اختر صاحب نے مفتی صاحب کی تالیف سے عیب تلاش کرنے میں کافی محنت کی اور یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا عیب تلاش کرنا ہی ان کا علمی ہنر ہے؟ چند اعتراضات قارئین کی نذر کیے جاتے ہیں:

(ا) حقانی صاحب (اس کتاب کے مرتب عبدالقیوم حقانی) نے اس امر پر کوئی روشنی نہیں ڈالی کہ مفتی صاحب کی تحریر میں کسی اضافہ و ترمیم سے کام لیا گیا ہے یا نہیں؟ مگر تذکرۃ المصنفین میں بعض ان کتابوں کا فیض بھی جھلکتا ہے جن کا ذکر مفتی صاحب کے مآخذ و مصادر میں نہیں۔

(۲) کتاب کی ورق گردانی سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ مفتی صاحب نے ان اہل قلم کے حالات میں بہت تفصیل سے کام لیا ہے جن کی مستقل سوانح عمریاں دستیاب ہیں۔ جب کہ بعض دوسرے مصنفین کے حالات میں اختصار سے کام لیا ہے۔

(۳) کتاب کی ورق گردانی کرتے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ کتابت کی تصحیح پر مناسب توجہ نہیں دی گئی۔ اس لحاظ سے کتابت کی اغلاط بے شمار ہیں۔ جن کی نشاندہی دردسر سے کم نہیں۔

اس کے علاوہ واقعاتی اغلاط اور تضادات بہت محنت سے تلاش کر کے فردِ جرم تیار کی گئی ہے۔ اس مختصر سے کتابچے میں اس قدر غصہ کیوں ہے؟ یہ بات (یا راز) صفحہ ۲۰، ۲۱ پر کھل کر سامنے آتی ہے۔

مفتی محمد عثمان القاسمی کے صاحبزادے محمد امداداللہ قاسمی اپنے والد کی تالیف میں ''اظہارِ حقیقت'' کے عنوان سے لکھتے ہیں:

> ''حضرت والد صاحب کے آخر ایام زندگی میں پاکستان کے ایک مشہور قلم کار اور رائٹر حضرو ضلع اٹک کے بعض علماء کو ساتھ لے کر حضرت والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ عاریۃً یہ مسودہ تذکرۃ المدرسین (کذا ''تذکرۃ المصنفین'') مجھے دے دیں۔ میں نے امتحان دینا ہے پھر واپس کر دوں گا۔ جس پر والد صاحب نے وہ مسودہ ان کے سپرد فرما دیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ کی وفات حسرت آیات ہوگئی۔ پھر اس محترم نے کرم نوازی یہ فرمائی کہ اسے اپنے نام سے شائع کروا دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون''

آگے بس اسی مغالطے کی وضاحت چلتی ہے اور بالآخر کتابچے کے صفحات ختم ہو جاتے ہیں۔ سفیر اختر صاحب کے بارے میں بہتر رائے رکھنا ضروری ہے۔ انھوں نے اب تک جو کام کیے ہیں ان میں سے چوری یا سرقے کو تلاش کرنا یا ان پر کوئی الزام لگانا یقیناً ان کی دل آزاری کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے کسی خاص نقطۂ نظر کی عینک لگا کر دیکھنے سے تمام مناظر دھندلے دکھائی دیں گے۔

سفیر اختر صاحب نے اپنی وکالت جس زوردار انداز میں کی ہے، اسے حرفِ آخر کے طور پر ہی تسلیم کرنا چاہیے۔

★ کتاب: قرآن اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ   مؤلف: مولانا محمد ندیم قاسمی

ضخامت: ۳۲ صفحات   قیمت: درج نہیں   ناشر: مکتبہ سید احمد شہید کچہری روڈ پسرور (سیالکوٹ)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی معیت کے لیے جن عظیم الشان ہستیوں کا انتخاب فرمایا، وہ اصطلاح شریعت میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کہلاتے ہیں۔ صحابہ کرام قرآنی شخصیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس گروہِ مقدس کی تعریف وتوضیح کے لیے کلامِ پاک کا ایک بڑا حصہ وقف کیا ہے۔ پھر ان صحابہ کرام میں سب سے جلیل القدر فردِ فرید جانشین پیغمبر، رفیق غار و مزار، امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپؓ وہ شخصیت ہیں جن کے منصبِ صحابیت کی تثبیت خود خداوند قدوس نے اپنی کتابِ مقدس میں فرمائی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر مناقب ومحاسن کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں فاضل مؤلف نے صرف ان آیات، ان کے ترجمہ وتفسیر اور شانِ نزول کو جمع کیا ہے جو امت کے متفقہ عقیدہ کے مطابق سیدنا صدیق اکبر علیہ الرضوان والتحیات کے اوصاف ومحامد میں ہیں۔ مؤلف اپنی اس سعیٔ جمیل میں لائق داد وتحسین اور قابل صد ہا مبارک باد ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (آمین)   (تبصرہ: صبیح ہمدانی)

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات اُن کی

اگر سائل سے کوئی رشوت مانگے یا کوئی شکایت ہو تو سائل گھنٹی بجائے۔ سپرنٹنڈنٹ خود یا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ موقع پر آ کر شکایت سنیں گے۔ (سرفراز مفتی، آئی جی جیل خانہ جات پنجاب)

سر! کس ملک کی بات کر رہے ہیں۔

★ پانی چوری کے الزام میں وفاقی وزیر ماحولیات فیصل صالح کے ناقابل ضمانت وارنٹ جاری۔ (ایک خبر)

پاکستان میں میرٹ پر ملازمتیں دی جاتی ہیں۔

★ آئندہ الیکشن میں مدارس اسناد تسلیم نہیں کی جائیں گی۔ (شیر افگن)

خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔

★ طالبان اور مدرسے دہشت گردی میں ملوّث نہیں رہے۔ (اعجاز الحق)

دشمنی صرف ان کی اسلام دوستی کی وجہ سے ہے۔

★ سیاست کو عبادت، نماز سے بھی افضل سمجھتا ہوں۔ (کھر)

بک رہے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ!

★ پاکستان میں کام کرنے والوں اور نکھٹوؤں کو برابر معاوضہ ملتا ہے۔ (شیخ رشید)

روشن خیال حکمران، انصاف کا مثالی نظام

★ حادثے کا شکار ہونے والے فوکر طیارے میں 'شیٹ پر اندراج کے بغیر بڑی تعداد میں آم کی پیٹیاں لوڈ کی گئیں۔ (ابتدائی تحقیقاتی رپورٹ)

ہائے افسوس! آم کی چند پیٹوں کو ۴۵ قیمتی جانوں پر ترجیح دی گئی۔

★ طالبان کہتے ہیں داڑھی بڑھائیں، ٹی وی بند کریں، موسیقی نہ سنیں۔ طالبانائزیشن کو ختم کر دیا جائے گا۔ (صدر مشرف)

یہ طالبانائزیشن نہیں۔ اللہ و رسول ﷺ کی تعلیمات میں سے ہے۔

ادارہ

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

اخبار الاحرار

قادیانی پروفیسر عامر سہیل کے خلاف مختلف شہروں میں احتجاج

ملتان (۵؍جولائی) تحریکِ تحفظِ ختم نبوت میں شامل مختلف دینی جماعتوں کے رہنماؤں نے اپنے مشترکہ بیان میں زکریا یونیورسٹی میں ایم اے اردو کے نصاب میں دل آزار کتاب ''محشر خیال'' شامل کرنے کی شدید مذمت کی ہے اور اسے نصاب سے خارج کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ مجلس احرار اسلام کے سید محمد کفیل بخاری، سردار عزیز الرحمٰن سنجرانی، جمعیت علماء اسلام کے سید خورشید عباس گردیزی، قاری عبدالرؤف، جماعت اسلامی کے راؤ ظفر اقبال، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور جمعیت اتحاد العلماء کے مولانا عبدالرزاق، مولانا احسان احمد نے آج ایک ہنگامی اجلاس کے بعد اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ ''محشر خیال'' کا مرتب زکریا یونیورسٹی میں شعبۂ اردو کا استاد پروفیسر عامر سہیل ایک سکہ بند قادیانی ہے۔ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کی انتظامیہ ایک عرصے سے پروفیسر عامر سہیل کی قابل اعتراض سرگرمیوں سے چشم پوشی سے کام لے رہی ہے۔ دو ماہ قبل بھی ملتان کی دینی جماعتوں اور علماء کرام کے نمائندہ وفد نے وائس چانسلر سے ملاقات کر کے اُنہیں اس ضمن میں تمام تفصیلات سے باخبر کیا تھا لیکن یونیورسٹی میں موجود قادیانی نواز لابی پروفیسر عامر سہیل کو ہر قیمت پر تحفظ فراہم کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ حکومت فوری مداخلت کر کے عامر سہیل قادیانی کی مرتبہ ''محشر خیال'' نامی غلیظ کتاب کو یونیورسٹی کے نصاب سے خارج کرے۔ عامر سہیل جیسے بددیانت، بدکردار اور بدعقیدہ پروفیسر کی ڈیپوٹیشن منسوخ کر کے اُسے واپس کالج میں بھجوائے جبکہ سلیکشن بورڈ کے روبرو لیکچررشپ کے امتحان میں عامر سہیل قادیانی فیل ہو چکا ہے۔ نیز مجلّہ ''انگارے'' کی غیر قانونی اشاعت کا سلسلہ فوراً بند کرائے۔

☆......☆......☆

چیچہ وطنی (۵؍جولائی) ضلع ساہیوال کے ایک سو سے زائد علماء کرام اور مذہبی رہنماؤں مولانا عبدالستار، قاری منظور احمد طاہر، قاری سعید ابن شہید، مولانا محمد ارشاد، مولانا محمد زبیر، حافظ حبیب اللہ چیمہ، قاری محمد قاسم، مولانا منظور احمد، مولانا محمد جمیل، مولانا احمد ہاشمی، مولانا عابد مسعود ڈوگر، حکیم محمد قاسم اور قاری محمد عبداللہ سمیت دیگر رہنماؤں نے بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں تعینات شعبہ اردو کے قادیانی پروفیسر عامر سہیل کی اسلام دشمن سرگرمیوں کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اس کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔

☆......☆......☆

بورے والا (۶؍جولائی) مجلس احرار اسلام ضلع وہاڑی کے رہنماؤں مولانا عبدالنعیم نعمانی، صوفی عبدالشکور، نوید چودھری نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں کہا۔ انہوں نے کہا کہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں قادیانی پروفیسر عامر سہیل

کی یونیورسٹی میں تعیناتی ایک سازش کا حصہ ہے۔ مذکورہ پروفیسر نے اپنی تعیناتی کے ساتھ ہی یونیورسٹی میں قادیانیت کا پرچار شروع کر دیا تھا اور اس تعیناتی کے فوراً بعد سے قادیانی ٹولہ تعلیمی و نصابی سرگرمیوں میں قادیانی عقائد و نظریات شامل کرنے میں مصروف ہے اور نصاب کی آڑ میں اسلامی عقائد کی کھلم کھلا تضحیک کی جارہی ہے اسلامی شعائر و تصورات کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی توہین کی جارہی ہے۔ مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں نے محکمہ تعلیم، یونیورسٹی انتظامیہ، گورنر پنجاب سمیت حکمران طبقہ سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی پروفیسر عامر سہیل کو برطرف کر کے اس سازش میں شریک افراد کے خلاف کارروائی کی جائے۔

☆......☆......☆

کسووال (۶ رجولائی) قادیانی پروفیسر عامر سہیل کی زکریا یونیورسٹی ملتان میں تعیناتی اور اس کی قادیانی عقائد اور نظریات کی تبلیغ کے خلاف کسووال میں مذہبی رہنماؤں کا ایک اہم اجلاس تحریک ختم نبوت کے رہنما حافظ حبیب اللہ چیمہ کی صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا محمد اشرف، مولانا عرفان محمود، ماسٹر محمد ندیم، مولانا محمد شریف سمیت دیہی علاقوں کے خطیب حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں قادیانی پروفیسر عامر سہیل کو برطرف کرنے اور یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں شامل کی گئی کتاب ''محشر خیال'' پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا گیا۔

ملعون پروفیسر عامر سہیل کو لگام نہ ڈالی گئی تو تحریک چلائیں گے: مذہبی جماعتیں

ساہیوال (۶ رجولائی) بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے پروفیسر قادیانی عامر سہیل کو لگام نہ ڈالی گئی اور اس کی اسلام دشمن سرگرمیاں بند نہ کی گئیں تو تحریک شروع ہوسکتی ہے۔ ان خیالات کا اظہار ضلع ساہیوال میں تحریک ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام سمیت مذہبی جماعتوں اور دینی اداروں کے رہنماؤں حافظ حبیب اللہ چیمہ، مولانا عبدالستار، قاری منظور احمد طاہر، قاری سعید ابن شہید، قاری عبدالجبار، محمد اسلم بھٹی، مولانا عبدالحمید، رانا ابراہیم، مولانا محمد ارشاد، مولانا محمد نذیر، مولانا منظور احمد، قاری محمد قاسم، حکیم محمد قاسم، مولانا عابد مسعود ڈوگر، قاری محمد عبداللہ پیر جی عبدالجلیل، مولانا احمد ہاشمی، قاری محمد اکرم ربانی، شیخ تنویر احمد، انتظار احمد حافظ حبیب اللہ رشیدی سمیت دیگر ضلع و علاقائی رہنماؤں نے ایک مشترکہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک سازش کے تحت ملک بھر کے تعلیمی اداروں میں آغا خانیوں اور قادیانیوں کو تعینات کر کے تعلیمی نصاب میں قرآن و حدیث پر مبنی تعلیمی مواد کو خارج کر کے اسلام دشمنی اور بے حیائی کو فروغ دیا جارہا ہے جو کہ غیرت مند مسلمان قوم کو قبول نہیں۔ ضلعی رہنماؤں سمیت چیچہ وطنی کی مذہبی سماجی تنظیموں اور طلباء تنظیموں کے رہنماؤں شیخ عبدالغنی، حافظ ساجد محمود، سید رمیز احمد، حافظ محمد معاویہ، چودھری محمد اشرف، سردار نسیم ڈوگر نے اپنے الگ الگ بیانات میں قادیانی پروفیسر ملعون عامر سہیل کے زکریا یونیورسٹی سے اخراج کا مطالبہ کیا۔

گھٹیا اور بازاری اسلوب میں لکھی ہوئی کتاب ''محشر خیال'' کا انتخاب زکریا یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں گھسے ہوئے بدعقیدہ عناصر کے علمی و اخلاقی دیوالیہ پن کا ثبوت ہے: قاری محمد حنیف جالندھری

ملتان (۷ رجولائی) جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ قاری محمد حنیف جالندھری نے ایک اخباری بیان میں زکریا یونیورسٹی میں بدنام زمانہ کتاب ''محشر خیال'' کی تدریس کی شدید مذمت

کی ہے۔ اُنھوں نے اس کتاب کی کفریہ عبارتوں کے حق میں یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کی صدر پروفیسر روبینہ ترین کے وضاحتی بیانات کو ''عذرِ گناہ بدتر از گناہ'' قرار دیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ صدرِ شعبہ کا یہ بیان سراسر جاہلانہ گستاخی اور ڈھٹائی پر مبنی ہے کہ کتاب ''محشر خیال'' اسلامی تعلیمات کے منافی نہیں ہے۔ پروفیسر روبینہ ترین ''مفتی'' بننے کی کوشش مت کریں اور اس طرح کے لایعنی اور گمراہ کن فتوے صادر کرنے سے باز رہیں۔ کتاب ''محشر خیال'' میں ذاتِ باری تعالیٰ، حضرت آدم، حضرت بی بی حوا، فرشتوں، وحیٔ الٰہی، ایمان، آخرت، عبادات اور اخلاقی فرائض کے حوالے سے گستاخانہ جملوں اور لچر عبارتوں کی بھرمار ہے۔ اس کتاب میں بے لگام جنسی آزادی اور اخلاق سوز بے باکی و بے حیائی کی پرزور وکالت اور ترغیب ہر صفحے پر موجود ہے۔ اس تمام بکواس کو یونیورسٹی کی صدرِ شعبہ ''رومانوی نثر'' کا خوش نما عنوان دے رہی ہیں۔ رومانوی نثر کی اعلیٰ سے اعلیٰ اور نمائندہ نگارشات کو چھوڑ کر ایک گھٹیا اور بازاری اسلوب میں لکھی ہوئی کتاب کا انتخاب زکریا یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں گھسے ہوئے پڑھے لکھے جاہلوں اور بد عقیدہ عناصر کے علمی واخلاقی دیوالیہ پن کا ثبوت ہے۔ کتاب ''محشر خیال'' ۱۹۳۳ء میں علی گڑھ یونیورسٹی کے نصاب سے خارج کردی گئی تھی۔ سوال یہ ہے کہ ساٹھ سال بعد اس کتاب کو زکریا یونیورسٹی کے نصاب میں کیوں شامل کیا گیا ہے؟ عامر سہیل ایک سکہ بند قادیانی ہے جس کی اشتعال انگیز اور دین دشمن سرگرمیوں کو یونیورسٹی انتظامیہ کی کھلم کھلا حمایت حاصل ہے۔ شعبۂ اردو کی صدر پروفیسر روبینہ ترین عملاً قادیانی لابی کی ترجمان بن چکی ہیں۔ یہ صورتِ حال ہر مسلمان کے لیے ناقابل برداشت ہے۔

قاری محمد حنیف جالندھری نے مطالبہ کیا کہ وائس چانسلر فی الفور قادیانی پروفیسر عامر سہیل کو واپس محکمہ تعلیم میں بھجوائیں اور اس کی مرتب کردہ کتاب ''محشر خیال'' کو ایم اے اردو کے نصاب سے خارج کرنے کا فوری اعلان کریں۔

چیچہ وطنی کی مساجد میں بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کے قادیانی پروفیسر کی اسلام دشمن سرگرمیوں کے خلاف احتجاج، برطرف کرنے کا مطالبہ

چیچہ وطنی (۸؍جولائی) تحصیل چیچہ وطنی کی مختلف مساجد میں بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے قادیانی پروفیسر کی مبینہ اسلام دشمن سرگرمیوں کے خلاف احتجاج کیا گیا۔ جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲ کے خطیب مولانا محمد ارشاد اور مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ کالونی کے خطیب مولانا عابد مسعود ڈوگر سمیت ۵۰ سے زائد علمائے کرام اور خطباء نے مساجد میں جمعتہ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یونیورسٹی میں قادیانی پروفیسر کی تعیناتی مسلمانوں کے لیے شدید اضطراب کا باعث بن رہی ہے۔ پروفیسر مذکور کی طرف سے اسلامی شعائر وتصورات کی کھلم کھلا تضحیک کسی صورت برداشت نہیں کی جائے گی اور سروں پر کفن باندھ کر احتجاج کے لیے سڑکوں پر نکلیں گے۔

اس موقع پر منظور کردہ قراردادوں میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا۔ مذکورہ پروفیسر کو فی الفور برطرف کر کے سازش میں شریک افراد کے خلاف کارروائی کی جائے بصورت دیگر ہمارے احتجاج کا دائرہ پورے ملک میں پھیل سکتا ہے۔

’’محشر خیال‘‘ کتاب کو یونیورسٹی کے نصاب سے خارج نہ کیا گیا تو تحریک چلائیں گے: قاری رشید احمد

حاصل پور (۹/ جولائی) اگر ’’محشر خیال‘‘ کتاب کو یونیورسٹی کے نصاب سے خارج نہ کیا گیا تو بھرپور تحریک چلائی جائے گی اور بد بخت قادیانی پروفیسر کو فوراً یونیورسٹی سے فارغ کر کے اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ ان خیالات کا اظہار حاصل پور کی مختلف سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے عہدیداران قاری رشید احمد، مہر مشتاق احمد، نوید الاسلام ارائیں، مولانا محمد ادریس نے ایک پریس کانفرنس میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے قادیانیت کا پرچار کرنے والوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے اور اکثر ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں جن سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ناموسِ رسالت (ﷺ) پر جان قربان کر دیں گے مگر دین اسلام پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔

زکریا یونیورسٹی میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس نہ لیا گیا تو تحریک چلائیں گے: مولانا بشیر شاد

چیچہ وطنی (۱۳/ جولائی) جمعیت علماء اسلام کے امیر مولانا بشیر احمد شاد نے کہا ہے کہ زکریا یونیورسٹی ملتان میں قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا نوٹس نہ لیا گیا تو مذہبی قوتیں تحریک چلانے پر مجبور ہوں گی اور مسئلہ ختم نبوت پر تمام مذہبی جماعتیں متحد و متفق ہیں۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ حکومت میں شامل قادیانی اور قادیانی نواز طبقہ زکریا یونیورسٹی ملتان میں تعینات قادیانی پروفیسر عامر سہیل کی سرپرستی کر رہا ہے۔

محرم الحرام کے موقع پر ریڈیو سے نشر ہو کر
مقبول ہونے والی دس تقاریر کا مجموعہ
خطباتِ محرم
سید عزیز الرحمٰن
عنوانات
توحید، رسالت، آخرت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، فلسفۂ شہادت
شہادت کا تسلسل، شہادتِ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ
ضخامت: ۲۴۸ صفحات — قیمت: ۱۴۰ روپے
کتاب ملک بھر میں تمام اہم مکتبوں پر دستیاب ہے
صرف ۱۱۰ روپے کا منی آرڈر بھیج کر کتاب گھر بیٹھے حاصل کریں

علماء اور کسبِ حلال
مولانا قاضی اطہر مبارک پوریؒ
تعارف مصنف و کتاب: سید عزیز الرحمٰن
مختلف طبقات اور پیشوں سے تعلق رکھنے والے
علماء، صوفی، مجتہدین، محدثین، مفسرین، فقہا اور
اہل قلم کا جامع، مبسوط اور تاریخی تذکرہ
صرف ۸۵ روپے کا منی آرڈر بھیج کر کتاب گھر بیٹھے حاصل کریں

رابطہ: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز۔ اے۔۴/۱۷۔ ناظم آباد نمبر۴۔ کراچی فون: ۶۶۸۴۷۹۰۔۰۲۱

لندن ڈائری

شیخ عبدالواحد
(صدر احرار ختم نبوت مشن یوکے)

۳۰ر جون کو جرمنی کے سابق قادیانی لیڈر شیخ راحیل احمد، مشہور شاعر سید سلمان گیلانی اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ کی برطانیہ آمد کے موقع پر ختم نبوت اکیڈمی فاریسٹ گیٹ لندن میں استقبالیہ تقریب اوراجتماع منعقد ہوا جس میں سید سلمان گیلانی نے اپنا منظوم کلام پیش کیا۔

تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے استقبالیہ تقریب اور اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت امتِ مسلمہ کے لیے اتحاد واتفاق کی علامت ہے جبکہ انکارِ ختم نبوت پر مبنی تمام فتنے اسلام کی زد میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ منکرین ختم نبوت کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے دنیا کو دھوکا دیں۔ انہوں نے کہا قادیانی دنیا بھر میں اسلام کا کلیم کر کے نہ صرف دنیا کو دھوکا دے رہے ہیں بلکہ مسلمانوں کے حقوق بھی غصب کر رہے ہیں۔ اس دھوکا دہی اور فراڈ کا پردہ چاک کرنا ہمارا بنیادی، انسانی، فطری حق ہے۔ انہوں نے برطانوی مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنی اگلی نسلوں کے مستقبل کو محفوظ کرنے اور کفریہ تہذیب وتمدن سے بچانے کے لیے دین سے وابستہ کریں اور اپنی الگ تعلیمی درسگاہوں کا قیام عمل میں لائیں۔ انہوں نے کہا کہ نامساعد حالات کے باوجود اب بھی یہاں سلیقے سے کام کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

عالمی مبلغ ختم نبوت عبدالرحمٰن باوا نے گزشتہ دنوں پنجاب میں سولہ قادیانیوں کا قادیانیت ترک کر کے صاحبزادہ طارق محمود کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کا پُرجوش خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ آئندہ دنوں میں ان شاء اللہ تعالیٰ ایسی خوشی خبریاں ملتی رہیں گی۔ علاوہ ازیں ورلڈ اسلامک فورم کے چیئر مین مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے احرار رہنما عبداللطیف خالد چیمہ کے اعزاز میں ظہرانے کا اہتمام کیا جس میں مولانا قاری محمد عمران جہانگیری نے بھی شرکت کی، عبداللطیف خالد چیمہ نے مولانا محمد عیسیٰ منصوری سے موجودہ عالمی صورت حال اور امتِ مسلمہ کو درپیش مسائل کے حوالے سے تفصیلی مشاورت کی۔

☆......☆......☆

لندن (۶ر جولائی) احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے سیکرٹری جنرل عرفان اشرف چیمہ نے ریڈ برج لندن میں اپنی رہائش گاہ پر جرمنی کے مشہور سابق قادیانی لیڈر شیخ راحیل احمد کے اعزاز میں عشائیہ دیا جس میں ورلڈ اسلامک فورم کے چیئر مین مولانا محمد عیسیٰ منصوری، مولانا قاری محمد عمران خان جہانگیری، عالمی مبلغ ختم نبوت عبدالرحمٰن باوا، مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ اور حمزہ عرفان چیمہ نے بھی شرکت کی۔

شیخ راحیل احمد نے عشائیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں نے پچاس سال سے زائد عرصہ انکارِ ختم نبوت میں گزارا، جس کا دکھ ہمیشہ ساتھ رہے گا کہ میں ساری تدبیریں اور صلاحیتیں اسلام کی بیخ کنی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل وفریب کے دفاع کے لیے استعمال کرتا رہا بالآخر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں اس نتیجے پر پہنچا کہ قادیانیت ایک فریب اور دھوکہ ہے اور ظلم یہ ہے کہ یہ اسلام کے نام پر دیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرزائیت کو سمجھنے کے لیے مرزا قادیانی کی کتب وتعلیمات کو پوری طرح پڑھنے کی ضرورت ہے۔ مرزا صاحب کی کتب کو اگر قادیانی ٹھنڈے دل سے پڑھیں تو ضرور اسی نتیجے پر پہنچیں گے جس پر میں پہنچا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی تمام جماعتیں ادارے اور شخصیات میرے لیے بہت ہی قابل احترام ہیں اور سب نے مجھے بے حد احترام دیا ہے مگر میں اصرار کے ساتھ یہ بات مسلسل کہہ رہا ہوں کہ خدارا قادیانیوں کو گالی گلوچ نہ دو ان کو پیار سے سمجھاؤ کہ وہ دھوکے کا شکار ہیں، ان کو قریب بٹھاؤ، ان کی سنو، ان کو سناؤ اور سمجھاؤ پھر دیکھیں قادیانیت ترک کرنے والوں کی تعداد کا تناسب کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں بقیہ زندگی پیغمبرِ اسلام ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ میں گزارنے اور سابقہ زندگی کے ازالہ کی خواہش لیے دنیا میں پھر رہا ہوں۔

☆......☆......☆

گلاسگو (۲۱ر جولائی) جمعیت اتحاد العلماء پاکستان کے صدر اور متحدہ مجلس عمل کے رکن قومی اسمبلی مولانا عبدالمالک سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ اور احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد اور حافظ ظہور الحق نے یو کے اسلامک مشن گلاسگو میں ملاقات کی، مولانا عبدالمالک اور عبداللطیف خالد چیمہ نے موجودہ صورت حال اور دینی جماعتوں کے کردار کے حوالے سے باہمی تبادلۂ خیال کیا، مولانا عبدالمالک نے اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ امت کے تمام طبقات کو مکمل ہم آہنگی اور اتفاق واتحاد کے ساتھ عالمِ کفر کے جبر واستبداد کے مقابلے میں ایک اکائی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ ان کے قابل قدر رفقاء کرام اور قافلۂ سخت جاں احرار نے ماضی میں استعماری قوتوں کے خلاف اور عقیدہ ختم نبوت کے دفاع کے لیے جو تاریخ ساز کردار ادا کیا وہ ہماری ملی وقومی اور دینی تاریخ کا اثاثہ ہے۔

عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ منکرینِ ختم نبوت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں پیش پیش ہیں۔ اور فتنہ ارتداد مرزائیہ عالمِ کفر کا ایجنٹ بن کر حقِ نمک ادا کررہا ہے۔ اس موقع پر فلسطین اور لبنان پر اسرائیل بمباری و سفاکی کی شدید مذمت کرتے ہوئے عالمی برادری سے انسانیت کے نام پر کردار ادا کرنے کا پرزور مطالبہ بھی کیا گیا۔

تأثرات

عبداللطیف خالد چیمہ

سفرِ برطانیہ کی روداد

مجھے برطانیہ آئے ہوئے ایک ماہ ہونے کو ہے۔عموماً لندن اور گلاسگو دونوں شہروں میں سفر کا زیادہ وقت گزرتا ہے۔اس مرتبہ نئی بات یہ ہوئی کہ میرے آنے کے دوتین دن بعد جرمنی سے شیخ راحیل احمد بھی تشریف لے آئے۔شیخ صاحب کا تعلق چناب نگر سے ہے اور طویل عرصہ پہلے قادیانی حکمت عملی کے تحت جرمنی سیٹل ہوگئے۔چند سال پیشتر وہ قادیانیت ترک کر کے مسلمان ہوگئے اور دنیا بھر میں شہرت پائی۔اب وہ حکمت وتدبیر کے ساتھ قادیانیوں کو مرزا قادیانی کی تعلیمات سے حقیقی آگاہی کے لیے بھرپور کام کررہے ہیں۔۳۰رجون کو محترم شیخ صاحب کی موجودگی میں ختم نبوت اکیڈمی فارایسٹ گیٹ لندن میں ''عقیدۂ ختم نبوت اور عالمی صورتحال'' کے حوالے سے راقم کو گزارشات کا موقع ملا جبکہ سید سلمان گیلانی نے حمد ونعت کے ذریعے اپنے نام ور والد گرامی سید امین گیلانی مرحوم کی یاد تازہ کی۔ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا محمد عیسیٰ منصوری کے ہاں مولانا محمد عمران خان جہانگیری کی معیت میں حاضری دی۔لندن میں ان کا دم غنیمت ہے۔ہمیشہ بہت شفقت سے نوازتے ہیں۔''موجودہ عالمی صورتحال،مسلم حکمرانوں کی بےحسی اور عالم کفر کی سفاکی'' پر دن رات بےقرار وبےچین رہنے والے مولانا جہانگیری کچھ نہ کچھ کرتے رہنے کے قائل ہیں۔میں حاضری دے کر بہت کچھ سیکھتا ہوں۔

۲رجولائی کو برمنگھم میں ختم نبوت ایجوکیشن سنٹر کے زیر اہتمام اور مولانا امدادالحسن نعمانی کی میزبانی میں سالانہ ''عظمتِ صحابہ کانفرنس'' میں شرکت کا نظم پہلے سے طے تھا اور میں نے مذکورہ کانفرنس کی تاریخ کو ملحوظ رکھ کر سفر کی ترتیب بنائی تھی۔چنانچہ عالمی مبلغ ختم نبوت جناب عبدالرحمٰن باوا کی معیت میں شیخ راحیل احمد،اُن کے ایک عزیز عارف اور راقم ظہر کی نماز سے پہلے برمنگھم پہنچ گئے۔برطانیہ کے دوسرے بڑے شہر برمنگھم کی مشہور ومعروف جامع مسجد بلگریو روڈ جہاں ہر سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس بھی منعقد ہوتی ہے۔اسی مسجد کے ایک ہال میں ''عظمت ِصحابہ'' کے عنوان سے مولانا امدادالحسن نعمانی ہر سال کانفرنس منعقد کرتے ہیں۔امسال اس کانفرنس میں مولانا علی شیر حیدری،علامہ خالد محمود،مولانا اشرف علی،مولانا محمد حسن،مولانا فضل امین،مولانا محمد یحیٰ عباسی،مولانا عبیدالرحمٰن ضیاء،مولانا زاہد محمود قاسمی،مولانا عبدالحمید وٹو،عبدالرحمٰن باوا،مولانا عبدالسلام،مولانا اکرام الحق خیری،حکیم اختر الزماں غوری،مولانا احتشام الحق خیری،سید سلمان گیلانی،قاری محمد حنیف شاہد رام پوری،قاری محمد خبیب عمر،مولانا امداداللہ قاسمی،قاری تصور الحق،مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی،مولانا ضیاءالحسن طیب،شیخ راحیل احمد سمیت کئی دیگر حضرات نے بھی شرکت وخطاب کیا اور جناب نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی ودینی اور آئینی حیثیت کے حوالے سے بڑی مفید

گفتگو کی۔راقم الحروف نے بھی اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کے فکر ونظر کی روشنی میں سیرت صحابہ کا تذکرہ کیا۔عصر تا مغرب کا وقت ہم نے چیچہ وطنی کے ایک دیرینہ دوست جناب محمد سعید صاحب کے ہاں گرین لین گزارا اور اس دوران امریکہ سے ہوسٹن ریڈیو کے جناب عاطف صاحب نے شیخ راحیل احمد، عبدالرحمٰن باوا اور راقم سے عقیدۂ ختم نبوت اور ردّ قادیانیت کے حوالے سے لائیو انٹرویو کیا۔تقریباً تین گھنٹے میں ہم واپس لندن پہنچ گئے۔

۸/جولائی ہفتہ کو بعد دوپہر شیخ راحیل احمد کے ہمراہ رامفورڈ روڈ پر واقع منہاج القرآن کے دفتر جانا ہوا۔جہاں اگلے ہفتے شیخ صاحب نے ''میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی؟'' کے عنوان پر خطاب کیا۔۸/جولائی کو ہی بعد از عصر ابراہیم کمیونٹی کالج نزد وائٹ چیپل لندن میں ورلڈ اسلامک فورم کی ماہانہ فکری نشست کا اہتمام تھا اور ہمارے مولانا منصوری نے اس میں شرکت کی خصوصی دعوت دے رکھی تھی جبکہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور فرزند اور محقق ودانشور مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی (جو شہرہ آفاق کتاب ''واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر'' کے مصنف بھی ہیں) کا موجودہ صورتحال کے حوالے سے لیکچر تھا۔یہ امر قابل ذکر ہے کہ ایسی قیمتی اور فکر انگیز باتیں یہاں بھی کہنے اور سننے کو ملتی ہیں لیکن عموماً رواج نہیں پا رہیں اور ہمارے حلقوں میں روایتی کام کا ابھی تک غلبہ ہے جو بہر حال اچھا شگون نہیں ہے۔

مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی نے اپنے خطاب میں مسلمانوں کے خلاف حالیہ سیاسی سازشوں سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ ۷/جولائی کے قابل نفرت واقعہ سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی اس کی تائید کی کوئی گنجائش کا ہم تصور کر سکتے ہیں۔بے قصور شہریوں پر بم دھماکہ کرنا جہاد نہیں فساد فی الارض ہے۔اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔اسلامی شریعت نے ایسے مذموم کام کی کسی مسلمان کو ہرگز اجازت نہیں دی۔ہمارا خوشگوار تجربہ ہے کہ برطانیہ کے عوام میں اخلاق وکردار کے بعض ایسے اعلیٰ معیارات پائے جاتے ہیں جو درحقیقت مسلمانوں کی دنیاوی زندگی کا وہ عالی شان نمونہ ہے جس کی طرف اسلام کی حسین تعلیمات نے انہیں رہنمائی فراہم کی ہے اور جس کا بہترین پیکر بن کر کبھی اہل اسلام نے دنیا میں اپنی ذہنی سیادت اور فکری قیادت کا سکہ جمایا تھا۔مولانا نے فرمایا کہ اس لیے ہماری رائے میں برطانیہ کے مختلف ملکوں میں مسلمانوں پر جو بے پناہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں،اُن کے حقیقی ذمہ دار افراد کے خلاف اس ملک میں رہتے ہوئے مدلل اور پر امن طریقے سے صدائے احتجاج بلند کرنے کا حق مسلمان بہر حال رکھتے ہیں۔لیکن تشدد اور انتہا پسندی کی پھر بھی اجازت نہیں کہ ملکی قوانین کی پاسداری کا ذمہ ہم نے اپنے سر لیا ہوا ہے۔جس کی خلاف ورزی شرعی لحاظ سے بھی درست نہیں۔مولانا نے کہا کہ یہ تمام حقیقت پسندانہ باتیں ہیں جن کا کھلے دل سے ہم اعتراف ہی نہیں برملا اظہار بھی کرتے ہیں لیکن صد افسوس کہ وزیر اعظم ٹونی بلیر کے بیانات سے اس وقت مسلسل تعصب اور تشدد کی بو پھیل رہی ہے۔یکے بعد دیگرے ان کے بیانات سے ان کی جانبدارانہ ذہنیت واضح طور پر سامنے آتی ہے اور مسلمانوں کے بارے میں ان کے منفی جذبات کا تاثر ابھرتا ہے۔اس سے خاص طور پر برطانیہ میں مقیم مسلمانوں کے بارے میں تمام غیر مسلم شہریوں اور

پوری انسانی دنیا کو جو پیغام مل رہا ہے۔اس کے نتائج واثرات کبھی بھی خوش آئند نہیں ہو سکتے۔مولانا سنبھلی نے سوال اٹھایا کہ وہ تشدد پسند مکروہ عناصر جو موجودہ حالات میں برطانیہ جیسے ملک میں اسلامی خلافت کی بات کرتے نہیں تھکتے اور لوگوں کے لیے ایک ڈراؤنا خواب بن کر اسلام کو بدنام کررہے ہیں۔انہیں پنپنے اور اپنی شدت پسندانہ ذہنیت کو کم سمجھ نوجوانوں تک پھیلانے کا بھرپور موقع کس نے دیا؟ حکومت کے ذمہ دار افراد اگر انہیں روکنے میں مخلص ہوتے تو کیا ان کی غیر دانشمندانہ اور متشددانہ سرگرمیاں پہلے ہی دن دم نہ توڑ دیتیں۔ایسے عناصر کو آگے بڑھنے کا موقع اور خصوصی نگہداشت فراہم کرتے رہنا اور ساتھ ساتھ پوری مسلم کمیونٹی کے بارے میں منفی تاثر پیدا کرنے کی کوشش جاری رکھنا کس قسم کے عزائم کی غمازی کرتا ہے؟ بہت سے غیر مسلم مبصر اسلام اور مسلمانوں کو نہیں خود برطانیہ کی خارجہ پالیسی کو ان واقعات کا ذمہ دار قرار دے رہے ہیں۔یہ غیر مسلم مبصرین اپنے مؤقف کے حق میں بجا طور پر عراق، فلسطین اور گوانتا ناموبے کے دل فگار حالات کو بطور حوالہ سامنے لا رہے ہیں۔

پاکستان واپسی سے قبل مولانا سنبھلی کے ہاں حاضری اور ملاقات کا وعدہ کر کے باہر نکلے تو شیخ راحیل احمد کی گاڑی کا شیشہ توڑ کر کوئی موبائل فون چوری کر کے لے جا چکا تھا۔پولیس سٹیشن رپورٹ اور گاڑی کی صفائی میں خاصا وقت لگ گیا۔چنانچہ ہم خاصی تاخیر سے ریڈ برج کے علاقے میں اپنے بھائی عرفان کے گھر پہنچے۔جہاں شیخ راحیل احمد کے اعزاز میں عشائیہ تھا۔مولانا محمد عیسیٰ منصوری، جناب عبدالرحمٰن باوا اور جناب مولانا محمد عمران خان جہانگیری نے بھی خصوصی طور پر اس تقریب میں شرکت کی۔شیخ راحیل احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ محمدی، قریشی، مکی اور مدنی وغیرہ نسبتیں مسلمانوں کے لیے قابل رشک اور مایہ افتخار ہیں لیکن حیرت کی بات ہے کہ مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو قادیانی اور مرزائی کہلانا بالکل پسند نہیں۔اس سے زمینی حقائق کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اگلے روز ۹/جولائی کو بس کے ذریعے لندن سے ہڈرزفیلڈ پہنچا جہاں سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ محبت رکھنے والے حاجی محمد رفیق ہمارے بے تکلف میزبان ہوتے ہیں۔۱۱/جولائی کو چودھری محمد اکرم مجھے مانچسٹر چھوڑ آئے اور بھائی علی احمد نے آشٹن انڈر لائن کے احباب سے ملاقاتوں کا اہتمام کیا۔۱۲/جولائی کو راچڈیل میں جمعیت علماء برطانیہ کے سیکرٹری اطلاعات حافظ محمد اکرام سے ملاقات وتبادلۂ خیال کیا اور حاجی محمد انور مجھے ہڈرزفیلڈ چھوڑ آئے۔ ۱۳/جولائی کو ڈیوزبری میں مولانا عبدالرشید ربانی نائب امیر جمعیت علماء برطانیہ سے بعد نماز ظہر ان کی مسجد میں نشست ہوئی۔جبکہ ۱۵/جولائی کو ہڈرزفیلڈ میں مولانا محمد اکرم کے ہاں مولانا علی شیر حیدری اور بعد ازاں کھانے کی ایک دعوت میں مولانا اسعد تھانوی، قاری محمد جمیل اور ان کے والد گرامی، قاری تصور الحق، سید سلمان گیلانی، قاری محمد حنیف شاہد رامپوری اور کئی دیگر حضرات سے ملاقات رہی۔۱۶/جولائی اتوار کو شام کے وقت گلاسگو پہنچا۔یہاں شیخ عبدالواحد، حافظ ظہور الحق اور محمد اکرم راہی جیسے گراں قدر ساتھی ہمارے میزبان ہیں۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

☆**مولانا سعید احمد ضیاء رحمہ اللہ:** ممتاز عالم دین مولانا سعید ضیاء ۱۶؍جولائی ۲۰۰۶ء کو ملتان میں انتقال کر گئے۔ مرحوم ایک تبحر عالم، درویش خدامست اور عجز و انکسار کا نمونہ تھے۔ مدرسہ نعمانیہ میں حدیث وفقہ کے مضبوط استاذ تھے۔ شاعری بھی کرتے اور اچھے شعر کہتے۔ دینی شخصیات اور ملکی حالات پر اُن کی نظمیں خاصے کی چیز ہیں۔ حضرت مولانا سید ابوذر بخاری اور حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہم اللہ سے بہت ہی گہرا تعلق تھا۔ حق تعالیٰ اُن کے حسنات قبول فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

☆**چودھری محمد سلیم مرحوم:** حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت چودھری عبدالخالق صاحب رحمہ اللہ کے فرزند چودھری محمد سلیم رحمہ اللہ ۶؍جولائی کو ملتان میں رحلت فرمائے گئے۔ مرحوم ہمارے قدیمی مہربان اور کرم فرما تھے۔ ایک عابد و زاہد، خاموش طبع اور وضع دار انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے حسنات قبول فرمائے اور اُن کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

☆ممتاز شاعر، ادیب اور افسانہ نگار احمد ندیم قاسمی ۱۰؍جولائی ۲۰۰۶ء کو لاہور میں انتقال کر گئے۔

☆بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے شعبۂ اردو کے استاذ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف شیخ مرحوم ۱۰؍جولائی ۲۰۰۶ء کو ملتان کے فضائی حادثہ میں شہید ہو گئے۔

☆مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی کے خطیب اور مجلس احرار اسلام کے رہنما مولانا منظور احمد کے سسر حاجی محمد ابراہیم مرحوم

☆مجلس احرار اسلام بستی قیصر چوہان رحیم یار خان کے معاون ماسٹر خورشید احمد کے والد محترم جام غازی مرحوم ۲۰؍جولائی ۲۰۰۶ء

☆گلگشت کالونی ملتان میں ہمارے قدیمی معاون و مہربان غلام رسول مرحوم ۲۴؍جولائی ۲۰۰۶ء

☆مجلس احرار اسلام ملتان کے انتہائی مخلص کارکن محترم شیخ نیاز احمد، شیخ اعجاز احمد، شیخ محمد سرور اور شیخ معاذ احمد (سٹینڈرڈ بیکری والے) کی والدہ ماجدہ ۲۵؍جولائی کی دوپہر انتقال فرما گئیں۔ مرحومہ، شیخ نذیر احمد مرحوم کی بیوہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

☆مجلس احرار اسلام ملتان کے معاون محمد عاطف کے چھوٹے بھائی محمد اویس مرحوم (انتقال: ۸؍جولائی ۲۰۰۶ء)

☆مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں (ضلع گجرات) کے معاون جناب امانت علی کی اہلیہ اور میاں خان صاحب کی والدہ مرحومہ

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کی مغفرت کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاء کا اہتمام فرمائیں۔

دعائے صحت

☆مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن جناب حکیم حافظ عطا یزدانی ان دنوں شدید علیل ہیں۔

☆ناگڑیاں ضلع گجرات میں ہمارے کرم فرما چودھری ارشد مہدی کی والدہ ماجدہ شدید علیل ہیں۔

احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

جنت میں گھر بنایئے

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام
چیچہ وطنی کے زیر اہتمام

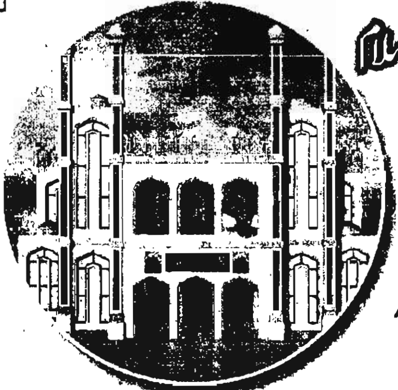

مرکزی مسجد عثمانیہ

ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی کی تعمیر مسلسل جاری ہے۔تقریباً دو کنال رقبے پر مشتمل مسجد اور ملحقات تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں اور بجلی کی وائرنگ کا کام مسلسل جاری ہے۔ 45x60 کے مسجد کے ہال میں مستقبل میں ائر کنڈیشنڈ کے بڑے یونٹ لگانے کے لیے ابھی سے حسب ضرورت زمین دوز وائرنگ کا اہتمام کرلیا گیا ہے۔اب تک تقریباً ساٹھ لاکھ روپے سے زائد خرچ ہو چکا ہے جبکہ رنگ روغن، بالائی حصے کے دروازے، ہال کے لکڑی کے مین دروازے منبر ومحراب کے کام سمیت متعدد متفرق کام ابھی باقی ہیں۔جن کے لیے کم از کم بیس لاکھ روپے کا تخمینہ ہے جبکہ ائر کنڈیشنڈ کا خرچہ اس کے علاوہ ہے۔

مرکزی مسجد عثمانیہ مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کا یکے بعد دیگرے تیسرا مرکز ہے۔ جو اِن شاء اللہ مستقبل میں اپنی شناخت اور نظریاتی وفکری کام خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے منفرد کردار ادا کرے گا۔مسجد عثمانیہ کی تکمیل کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ چیچہ وطنی میں چوتھے مرکز احرار **"مسجد ختم نبوت اور ختم نبوت سنٹر"** رحمان سٹی ہاؤسنگ سکیم اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر کا آغاز کیا جائے گا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے: ایں سعادت بزورِ بازو نیست

جملہ احباب ومعاونین سے درخواست ہے کہ دعا اور تعاون جاری رکھیں

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 2324-9 نیشنل بینک جامع مسجد بازار چیچہ وطنی
اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی

منجانب انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) ای بلاک لوانکم ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی 0300-6939453

دارالعلوم لاہور
اور
کے زیر انتظام

زمانہ ہمیں مسلمان کہتا ہے ہم خود کو ایک مہذب اور کامیاب ترین قوم سمجھتے ہیں **کیونکہ** ہمارے پاس ایک ایسا انمول اور نایاب ضابطہ حیات ہے جو دنیا میں کسی قوم و مذہب کو نصیب ہوا اور نہ قیامت تک نصیب ہوگا۔ وہ انمول خزانہ کیا ہے... جی وہ خزانہ صرف قرآن ہے جس میں دنیا و آخرت کی کامیابی اور انسانیت کے خوش اسلوبی سے پہنچنے کے سنہری راز پوشیدہ ہیں جن کو آج ہم نہیں جانتے۔ **کیونکہ** ہمیں شب و روز کی مصروفیات سے فرصت نہیں اور یہ مصروفیات اس لیے کثیر ہوگئیں کہ ہم نے قرآن کو رہنما جانا اور نہ ہی کسی نے ہمیں اسکی طرف متوجہ کیا۔ ہمیں ہوش سنبھالتے ہی حصول دنیا کے لیے متفکر بنا دیا گیا۔ ہم اس روشن رہنما کتاب سے دور جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں گم ہیں **لیکن** اس اندھیرے میں بھی ہدایت کے چراغ روشن ہیں **جی ہاں دارالعلوم لاہور**

ماہنامہ مطالعہ قرآن لاہور

کل صفحات: 48
سالانہ رکنیت 120 روپے
فی شمارہ: 10 روپے

آج ہی اپنے ہاکر سے اصرار کیجئے

- فہم قرآن کا دلوں میں اتر جانے والا ایک اچھوتا اسلوب
- رنگ بنیں رہنما، رنگوں کے ذریعے قرآن مجید سمجھنے کا عام فہم انداز
- یہی ہے رہنما میرا، تعلیمات قرآن سے متاثر ہونے والے نومسلموں کی روئیداد قرآن کا زندہ جاوید معجزہ
- وہ جو پا گئے سراغ زندگی، قرآنی علوم میں اپنی زندگیوں کو کھپا دینے والی شخصیات سے انٹرویوز
- ہر قطرہ ایک سمندر، قرآن کے بحر بیکراں سے کچھ نئے موتی
- قرآنی انوارات پر لکھے گئے حسین شاہ پارے
- اکابرین امت اور ان کا فہم قرآن
- قرآن کریم سے متعلق نئی کتب کا تعارف
- دلچسپ قرآنی واقعات و معلومات

خود پڑھیں۔ اوروں کو پڑھائیں اور پھیلا دیں پورے عالم میں

براہ راست ملنے کا پتہ

احمد یار لاہوری
دارالعلوم لاہور
شاخ سیدنا صدیق اکبرؓ

راوی کا لونی نزد مقبرہ جہانگیر شاہدرہ لاہور پاکستان
+92-42-7913549 +92-0300-4258798
E-mail:info@fahmequran.com www.fahmequran.com

بیرون پاکستان

گروپ بی
سعودی عرب، امارات، قطر
کویت، بحرین، اومان
عام ڈاک 100 سعودی ریال
رجسٹری 138 سعودی ریال

گروپ بی
ملائشیا، انڈونیشیا، جاپان، چین
ہانگ کانگ، جنوبی کوریا
عام ڈاک 20 امریکی ڈالر
رجسٹری 30 امریکی ڈالر

گروپ سی
بھارت، بنگلہ دیش
سری لنکا، مالدیپ
عام ڈاک 15 امریکی ڈالر
رجسٹری 25 امریکی ڈالر

گروپ ڈی
ترکی، فرانس، ناروے
برطانیہ و دیگر یورپ
عام ڈاک 15 برطانوی پاؤنڈ
رجسٹری 20 برطانوی پاؤنڈ

گروپ ای
امریکہ، کینیڈا، افریقہ
سکینڈے نیویا ممالک
عام ڈاک 25 امریکی ڈالر
رجسٹری 35 امریکی ڈالر

یوم تحفظ ختم نبوت کے مبارک موقع پر

توحید و ختم نبوت
کے علمبردارو
ایک ہو جاؤ!
(سید ابوذر بخاریؒ)

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس لاہور

7 ستمبر 2006ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب

دفتر احرار 69/c حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن لاہور

زیر صدارت

قائدِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مقررین

شیخ الحدیث مفتی حمید اللہ جان مدظلہ (جامعہ اشرفیہ لاہور)

شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک مدظلہ (اتحاد العلماء پاکستان)

پروفیسر خالد شبیر احمد (سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان)

جناب امیر حمزہ (جماعت الدعوۃ پاکستان)

مولانا محمد امجد خان (جمعیت علماء اسلام)

حضرت مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ

مولانا سیف الدین سیف (جمعیت علماء اسلام)

صاحبزادہ طارق محمود (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

عبداللطیف خالد چیمہ (مجلس احرار اسلام پاکستان

سید محمد کفیل بخاری (مجلس احرار اسلام پاکستان)

شاعرِ ختم نبوت سید سلمان گیلانی (نظم)

شعبہ نشر و اشاعت

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور

رابطہ لاہور: 042-5865465 ملتان: 061-4511961 چیچہ وطنی: 040-5485953 چناب نگر: 047-6211523

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام

ختم نبوت کورس

(محاضرات ختم نبوت)

دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

یکم شعبان 1427ھ مطابق 26 اگست 2006ء ہفتہ

تا

10 شعبان 1427ھ مطابق 4 ستمبر 2006ء پیر

زیر سرپرستی

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری

مدرسین

- پروفیسر خالد شبیر احمد
- مولانا مجاہد الحسینی
- مولانا حکیم محمود احمد ظفر
- خواجہ ابوالکلام صدیقی
- مولانا محمد مغیرہ
- مولانا محمد ازہر
- مولانا مشتاق احمد
- عبداللطیف خالد چیمہ
- سید محمد کفیل بخاری
- سید محمد معاویہ بخاری
- حافظ عابد مسعود ڈوگر

عنوانات

1 - عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں
2 - حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
3 - انکارِ ختم نبوت پر مبنی فتنوں کی تاریخ
4 - ردّ قادیانیت پر بحث ومکالمہ کا طریقۂ کار
5 - عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیت
6 - آئین سے متصادم قادیانی سرگرمیاں
7 - قادیانی سازشیں اور ان کا توڑ
8 - انکارِ ختم نبوت کی نئی شکلیں (فتنۂ اہل قرآن، فتنۂ انکارِ حدیث، سوشل ازم، جمہوریت، نظریۂ امامت)
9 - تعارف وتاریخ مجلس احرار اسلام
10 - انسانی حقوق اور غیر مسلم اقلیتیں
11 - احرار اور محاسبۂ قادیانیت
12 - اسلام، مغرب اور انسانی حقوق
13 - عیسائی عقائد/ اسلام اور عیسائیت کا تقابلی جائزہ
14 - تحفظ ختم نبوت اور اسوۂ اکابر

ذیلی عنوانات

1 - عقیدۂ توحید وختم نبوت کا باہمی ربط
2 - ختم نبوت از روئے قرآن وحدیث وفقہ
3 - ختم نبوت ونزولِ عیسیٰ وظہور مہدی علیہما السلام کی اعتقادی حیثیت کی تشریح
4 - ضرورت ختم رسالت وعدم اجراء نبوت
5 - عقیدۂ ختم نبوت کے مسلّم ہونے کے باوجود ادعاء نبوت واجراء نبوت کے عقیدہ کی شرعی حیثیت
6 - اسلام میں مرتدین کی حیثیت (کفر وارتداد میں فرق)
7 - ختم نبوت کا مدار ایمانیات ہونا
8 - عقیدۂ ختم نبوت ونبوت عیسیٰ علیہ السلام کا باہمی تعلق
9 - عقیدۂ ختم نبوت پر اجماع امت کی حقیقت

شرائط

1 - دینی مدارس کے درجہ ثالثہ اور اس سے اوپر کے درجات کے طلباء
2 - دیگر تعلیمی اداروں کے کم از کم میٹرک پاس اور اس سے اوپر کے طلباء
3 - 10 رجب سے 30 تک داخلہ ہوگا۔
4 - رہائش وخوراک کا انتظام ادارہ کے ذمہ ہوگا۔ تاہم موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
5 - سو فیصد حاضری اور بہتر استعداد والے طلباء کو انعامات دیئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

رابطہ

ملتان: 0300-6326621-061-4511961 چیچہ وطنی: 0300-6939453-040-5482253

چناب نگر: 047-6211523 لاہور: 042-5865465